﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد 15 | جمعۃ المبارک 11/اپریل 2008ء | 05/ربیع الثانی 1429 ہجری قمری ❁ 11/شہادت 1387 ہجری شمسی | شمارہ 15

صدقہ اور صلہ رحمی

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی بیوی حضرت زینبؓ نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ کیا میری طرف سے صدقہ ہو جائے گا اپنے خاوند کے لئے جب کہ وہ محتاج ہے اور اپنے بھائی کے بچوں کے لئے جو یتیم ہیں۔ فرمایا: ہاں۔ تیرے لئے دوہرا ثواب ہے۔ ایک صدقہ کا اور ایک رشتہ داری کے حقوق ادا کرنے کا۔

(سنن ابن ماجه كتاب الزكوٰة باب الصدقة على ذى قرابة حديث نمبر 1824)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

پادری صاحبان اپنے خدا کو قادر نہیں سمجھتے کیونکہ اُن کا خدا اپنے مخالفوں کے ہاتھوں سے ماریں کھاتا رہا، زندان میں داخل کیا گیا، کوڑے لگے، صلیب پر کھینچا گیا۔ اگر وہ قادر ہوتا تو اتنی ذلّتیں باوجود خدا ہونے کے ہرگز نہ اٹھاتا۔ جو شخص خدا ہو کر تین دن تک مرا رہا اس کی قدرت کا نام لینا ہی قابلِ شرم بات ہے۔ اور یہ عجیب بات ہے کہ خدا تو تین دن تک مرا رہا لیکن اُس کے بندے تین دن تک بغیر خدا کے ہی جیتے رہے۔

ہمارا خدا ہمیشہ اپنی قدرت کے نمونے ہمیں دکھاتا ہے تا ہمیشہ ہمارا ایمان تازہ ہو۔ خدا درحقیقت وہی خدا ہے جو اب بھی اپنی وحی کے ذریعہ سے اپنی زندہ قدرتیں ہم پر ظاہر کرتا ہے۔

"یاد رہے کہ جس طرح ستارے ہمیشہ نوبت بہ نوبت طلوع کرتے رہتے ہیں اسی طرح خدا کے صفات بھی طلوع کرتے رہتے ہیں۔ کبھی انسان خدا کے صفاتِ جلالیہ اور استغنائے ذاتی کے پرتوہ کے نیچے ہوتا ہے اور کبھی صفات جمالیہ کا پرتوہ اس پر پڑتا ہے۔ اسی کی طرف اشارہ ہے جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ كُلَّ يَوْمٍ هُوَفِيْ شَاْنٍ (الرحمن:28)۔ پس یہ سخت نادانی کا خیال ہے کہ ایسا گمان کیا جائے کہ بعد اس کے کہ مجرم لوگ دوزخ میں ڈالے جائینگے پھر صفاتِ کرم اور رحم ہمیشہ کیلئے معطّل ہو جائیں گی اور کبھی ان کی تجلّی نہیں ہوگی۔ کیونکہ صفاتِ الٰہیّہ کا تعطّل ممتنع ہے بلکہ حقیقی صفت خدا تعالیٰ کی محبت اور رحم ہے اور وہی امّ الصفات ہے اور وہی کبھی انسانی اصلاح کیلئے صفات جلالیہ اور غضبیہ کے رنگ میں جوش مارتی ہے اور جب اصلاح ہو جاتی ہے تو محبت اپنے رنگ میں ظاہر ہو جاتی ہے اور پھر بطور موہبت ہمیشہ کیلئے رہتی ہے۔ خدا ایک چڑچڑا انسان کی طرح نہیں جو خواہ نخواہ عذاب دینے کا شائق ہو۔ اور وہ کسی پر ظلم نہیں کرتا بلکہ لوگ اپنے پر آپ ظلم کرتے ہیں۔ اس کی محبت میں تمام نجات اور اس کو چھوڑنے میں تمام عذاب ہے۔

یہ تو آریہ سماج والوں کی خدادانی کی تعلیم ہے۔ اور اس تعلیم کے رُو سے یہ ماننا پڑتا ہے کہ ہر ایک جو خدا تعالیٰ کی جناب میں کوئی عزت پاتا ہے۔ خواہ اوتار بن جاتا ہے یا رشی اور خواہ خود ایسا شخص جس پر وید نازل ہوں اس کی عزّت کسی بھروسہ کے لائق نہیں ہوتی بلکہ وہ ہزارہا مرتبہ عزّت کی کرسی سے نیچے ڈال دیا جاتا ہے۔ اور یا تو وہ پرمیشر کا بڑا پیارا اور مقرب اور اوتار اور رشی اور ایسا ایسا تھا اور یا پھر آواگون کے چکّر میں آ کر کوئی کیڑا مکوڑا بن جاتا ہے۔ جاودانی نجات کبھی اس کو نصیب نہیں ہوتی۔ اس جگہ بھی مرنے کا دغدغہ۔ اور پھر مرنے کے بعد دوبارہ آواگون کے عذاب کا دغدغہ۔ غرض یہ تو خدا تعالیٰ کا حق ادا کیا گیا۔ ایک طرف تمام ارواح اور ذرّات قدیم اور خودبخود ہونے میں اس کے شریک ٹھہرائے گئے۔ اور دوسری طرف پرمیشر کو ایسا بخیل قرار دیا گیا کہ باوجودیکہ طاقت رکھتا ہے۔ اور سرب شکتی مان ہے مگر پھر بھی کسی کو نجات ابدی دینا نہیں چاہتا۔

پھر انسانوں کو پاک ہونے کے بارے میں جو کچھ وید نے سکھلایا ہے اس کی تمام حقیقت تو نیوگ کی تعلیم سے بخوبی ظاہر ہوتی ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ آریہ اپنی منکوحہ عورت کو اولاد کی خواہش سے کسی دوسرے مرد سے ہمبستر کرا سکتا ہے۔ اور جب تک وہ عورت اس شدھ کام سے گیارہ بچے حاصل نہ کر لے وہ اس بیگانہ شخص سے ہر روز ہمبستر رہ سکتی ہے اب ہم اس جملہ معترضہ سے اپنے اصل مطلب کی طرف آتے ہیں اور وہ یہ کہ آریوں کے اصول کے مطابق اُن کا پرمیشر عالم الغیب نہیں ہو سکتا۔ اور ان کے پاس پرمیشر کے عالم الغیب ہونے پر کوئی دلیل نہیں۔

ایسا ہی عیسائی عقیدہ کی رُو سے خدا تعالیٰ عالم الغیب نہیں ہے۔ کیونکہ جس حالت میں حضرت عیسیٰ کو خدا قرار دیا گیا ہے اور وہ خود اقرار کرتے ہیں کہ مَیں جو خدا کا بیٹا ہوں۔ مجھے قیامت کا علم نہیں۔ پس اس سے بجز اس کے کیا نتیجہ نکل سکتا ہے کہ خدا کو قیامت کا علم نہیں کہ کب آئیگی۔

پھر دوسری شاخ معرفت صحیحہ کی خدا تعالیٰ کی کامل قدرت کا شناخت کرنا ہے۔ لیکن اس شاخ میں بھی آریہ سماج والے اور حضرات پادریان اپنے خدا پر داغ لگا رہے ہیں۔

آریہ سماج والے اس طرح سے کہ وہ اپنے پرمیشر کو رُوحوں اور ذرّات عالم کے پیدا کرنے پر قادر ہی نہیں جانتے اور نہ اس بات پر قادر سمجھتے ہیں کہ اُن کا پرمیشر کسی رُوح کو جاودانی مکتی دے سکے *۔ ایسا ہی حضرات پادری صاحبان بھی اپنے خدا کو قادر نہیں سمجھتے۔ کیونکہ اُن کا خدا اپنے مخالفوں کے ہاتھوں سے ماریں کھاتا رہا۔ زندان میں داخل کیا گیا۔ کوڑے لگے۔ صلیب پر کھینچا گیا۔ اگر وہ قادر ہوتا تو اتنی ذلّتیں باوجود خدا ہونے کے ہرگز نہ اُٹھاتا۔ اور نیز اگر وہ قادر ہوتا تو اس کیلئے کیا ضرورت تھی کہ اپنے بندوں کو نجات دینے کیلئے یہ تجویز سوچتا کہ آپ مر جائے اور اس طریق سے بندے رہائی پاویں۔ جو شخص خدا ہو کر تین دن تک مرا رہا اس کی قدرت کا نام لینا ہی قابلِ شرم بات ہے۔ اور یہ عجیب بات ہے کہ خدا تو تین دن تک مرا رہا۔ لیکن اُس کے بندے تین دن تک بغیر خدا کے ہی جیتے رہے۔

اور پھر ان لوگوں کی توحید کا یہ حال ہے کہ آریہ سماج والے تو ذرّہ ذرّہ اور تمام ارواح کو خودبخود موجود ہونے میں اپنے پرمیشر کے شریک ٹھہراتے ہیں اور اُن کے وجود اور بقا کو محض انہی کی طاقت اور قوت کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور یہ محض شرک ہے"۔

---

* "شکر کا مقام ہے کہ ہمارا خدا ہمیشہ اپنی قدرت کے نمونے ہمیں دکھاتا ہے تا ہمیشہ ہمارا ایمان تازہ ہو جیسا کہ اُس نے 4/اپریل 1905ء کے زلزلہ سے پہلے چار دفعہ متفرق زمانوں میں مجھے اپنی وحی کے ذریعہ سے اطلاع دی کہ پنجاب میں ایک سخت زلزلہ آنے والا ہے۔ سو وہ شدید زلزلہ 4/اپریل 1905ء کو منگل کی صبح کو آ گیا اور وہ موسم بہار تھا۔ اور پھر اس خدائے قادر نے مجھے اطلاع دی کہ پھر موسم بہار میں شدید زلزلے آنے والے ہیں۔ سو 28/فروری 1906ء کو عین موسم بہار میں ایک شدید زلزلہ آیا۔ چنانچہ کوہ منصوری میں اس قدر اس کا صدمہ محسوس ہوا کہ لوگ بے حواس ہو گئے۔ اور انہی ایّام میں امریکہ کے بعض حصوں میں بھی ایک شدید زلزلہ آیا جس سے کئی شہر ہلاک ہو گئے۔ پس خدا درحقیقت وہی خدا ہے جو اب بھی اپنی وحی کے ذریعہ سے اپنی زندہ قدرتیں ہم پر ظاہر کرتا ہے۔ اور ایسی ہزارہا پیشگوئیاں ہیں جو خدا کی وحی کے مطابق جو مجھ پر ہوئی ظہور میں آئیں۔ منہ"

(چشمۂ مسیحی روحانی خزائن جلد20 صفحہ369 تا 372 مطبوعہ لندن)

اس جماعت کو ترقی اسی طرح ہوگی جس طرح کہ الٰہی سلسلوں کو ہوتی ہے

حضرت مصلح موعود ؓ فرماتے ہیں:

''ہماری جماعت کے قیام کی اصل غرض یہ ہے کہ یہ پہلے مسلمانوں کی تربیت کریں اور جو مسلمان نہیں کہلاتے ان میں اشاعت اسلام کریں اور اس کی راہ میں جو روکیں ہیں انہیں دور کریں اور نئے سرے سے اسلام کی ترقی کے سامان کریں اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود ؑ کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً بتایا ہے کہ اپنی کوششوں کو اس حد تک اور اس وقت تک جاری رکھیں کہ دنیا میں احمدیت ہی احمدیت نظر آئے اور باقی لوگ ادنیٰ غلام کی طرح قلیل تعداد میں رہ جائیں۔ حضرت مسیح موعود ؑ کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً بتایا ہے کہ احمدیت بڑھتے بڑھتے تین سو سال میں ایسے مقام پر پہنچ جائے گی کہ دنیا میں اسے ہی غلبہ حاصل ہوگا اور جو لوگ اس سے باہر رہیں گے وہ ایسی ہی قلیل تعداد اور کمزور حالت میں رہ جائیں گے جس حالت میں آج ہندوستان میں ادنیٰ کہلانے والی اقوام ہیں مگر یہ چیز ہمیں جادو سے حاصل نہیں ہو جائے گی۔ یہ نہیں ہوگا کہ خدا تعالیٰ کے فرشتے آسمان سے اتر کر مداری کی طرح کوئی ڈنڈا ہلائیں گے اور دنیا میں احمدیت کو غلبہ حاصل ہو جائے گا بلکہ یہ اسی طرح ہوگا جس طرح ہمیشہ سے قاعدہ چلا آتا ہے۔ اس جماعت کو ترقی اسی طرح ہوگی جس طرح کہ الٰہی سلسلوں کو ہوتی ہے اور یہ ہماری جدوجہد اور قربانیوں سے ہوگی۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ یہ چونکہ خدا تعالیٰ کی قضاوقدر ہے اس لئے ضرور ہو کر رہے گی۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جماعت میں کمزوریاں ہیں، اس کی رفتار ترقی بہت سست ہے، یہ کس طرح ساری دنیا میں پھیل سکے گی؟ یہ لوگ دنیا میں اس قدر انقلاب کیسے پیدا کر سکتے ہیں؟ مگر سوال یہ نہیں کہ ہماری حالت کیسی ہے اور طاقت کتنی ہے بلکہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ ایسا کرنے کا فیصلہ کر چکا ہے، وہ خود ایسے لوگ پیدا کر دے گا جو دنیا کا تختہ الٹ کر رکھ دیں گے''۔

''......... کسی چیز کو بڑھانا یا گھٹانا اللہ تعالیٰ نے اپنے اختیار میں رکھا ہے اور اس کا قانون یہی ہے کہ جب وہ کسی چیز کو ترقی دینا چاہتا ہے تو اس کے بیج کو بڑھا دیتا ہے۔ جب وہ ایک بیج ہوتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ اس سے سینکڑوں کیسے بنیں گے اور جب سینکڑوں ہو جائیں تو کہتے ہیں اس سے ہزاروں کیونکر ہوں گے۔ پھر ہزاروں سے لاکھوں، لاکھوں سے کروڑوں اور کروڑوں سے اربوں تک بڑھنے میں شک کرتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ اسی طرح بڑھاتا چلا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود ؑ نے جب دعویٰ کیا تو دنیا حیران تھی اور کہتی تھی کہ ایک سے دو کس طرح ہوں گے۔ کوئی دوسرا شخص ایسا نہیں ہوگا جو ان عقائد کو مان لے۔ لیکن جب چند لوگ آپ کے ساتھ شامل ہو گئے تو دنیا نے کہا کہ چالیس پچاس پاگل تو دنیا میں ہو سکتے ہیں مگر یہ آخری حد ہے اس سے زیادہ نہیں بڑھ سکتے۔ اور جب یہ تعداد سینکڑوں تک جا پہنچی تو کہا جانے لگا کہ دنیا میں پاگلوں کے علاوہ بعض احمق بھی ہوتے ہیں جو شریک ہو گئے ہیں مگر ساری دنیا تو عقل مندی کو نہیں چھوڑ سکتی، اب ان کی تعداد نہیں بڑھ سکتی۔ اور جب جماعت ہزاروں تک پہنچ گئی تو کہا گیا کہ بعض اچھے بھلے سمجھدار لوگ بھی دھوکہ کھا سکتے ہیں مگر اب یہ لوگ لاکھوں تک نہیں پہنچ سکتے۔ اور اب حیران ہیں کہ یہ کروڑوں کس طرح ہوں گے؟ اور یہ نہیں سوچتے کہ جس طرح ایک سے دسیوں، دسیوں سے سینکڑوں، سینکڑوں سے ہزاروں اور ہزاروں سے لاکھوں ہوئے اسی طرح اب لاکھوں سے کروڑوں اور کروڑوں سے اربوں ہو جائیں گے اور خدا تعالیٰ کا فضل نازل ہو کر ان کو اسی طرح بڑھاتا چلا جائے گا اور کون ہے جو خدا تعالیٰ کے فضل کو روک سکے؟''

(مطبوعہ الفضل 30 نومبر 1939ء)

زندہ قوم کی علامت ۔ اطاعت امام

حضرت مصلح موعود ؓ فرماتے ہیں:

آج نوجوانوں کی ٹریننگ اور ان کی تربیت کا زمانہ ہے اور ٹریننگ کا زمانہ خاموشی کا زمانہ ہوتا ہے۔ لوگ سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ کچھ نہیں ہو رہا مگر جب قوم تربیت پا کر عمل کے میدان میں نکل کھڑی ہوتی ہے تو دنیا انجام دیکھنے لگ جاتی ہے۔ درحقیقت ایک ایسی زندہ قوم جو ایک ہاتھ کے اٹھنے پر اٹھے اور ایک ہاتھ کے گرنے پر بیٹھ جائے دنیا میں عظیم الشان تغیر پیدا کر دیا کرتی ہے اور یہ چیز ہماری جماعت میں ابھی پیدا نہیں ہوئی۔ ہماری جماعت میں قربانیوں کا مادہ بہت کم ہے مگر ابھی یہ جذبہ ان کے اندر کمال کو نہیں پہنچا کہ جونہی ان کے کانوں میں خلیفہ وقت کی طرف سے کوئی آواز آئے اس وقت جماعت کو یہ محسوس نہ ہو کہ کوئی انسان بول رہا ہے بلکہ ان کو محسوس ہو کہ فرشتوں نے ان کو اٹھا لیا ہے اور صور اسرافیل ان کے سامنے پھونکا جا رہا ہے۔ جب آواز آئے کہ بیٹھو تو اس وقت انہیں یہ معلوم نہ ہو کہ کوئی انسان بول رہا ہے بلکہ یوں محسوس ہو کہ فرشتوں کا تصرف ان پر ہو رہا ہے اور وہ ایسی سواریاں ہیں جن پر فرشتے سوار ہیں۔ جب وہ کہے کہ بیٹھ جاؤ تو سب بیٹھ جائیں، جب کہے کہ کھڑے ہو جاؤ تو سب کھڑے ہو جائیں۔ جس دن یہ روح ہماری جماعت میں پیدا ہو جائے گی اس دن جس طرح باز چڑیا پر حملہ کرتا ہے اور اسے توڑ مروڑ کر رکھ دیتا ہے، اسی طرح احمدیت اپنے شکار پر گرے گی اور تمام دنیا کے ممالک چڑیا کی طرح اس کے پنجے میں آجائیں گے اور دنیا میں اسلام کا پرچم پھر نئے سرے سے لہرانے لگ جائے گا''۔

(مطبوعہ الفضل 7 اپریل 1939ء)

غزل

وہ چند آنسو میری آنکھوں سے جو وقتِ دعا نکلے
بتاؤں کیا تمہیں گوہر وہ کتنے بے بہا نکلے
یہ ناممکن ہے وہ عرش علیٰ سے بے اثر لوٹے
یقیں میں ڈوب کر بندے کے دل سے جو دعا نکلے
بنے گا تیرا کیا واعظ جنہیں کہتا ہے تُو کافر
اگر وہ روزِ محشر سب کے سب ہی باخدا نکلے
ابھی تک دیکھ لے آ کر یہ دامن سے ہیں وابستہ
تیرے گلشن کے کانٹے تجھ سے بڑھ کر باوفا نکلے
ابھی تو نامہ بر کو دیکھ کر دل کی یہ حالت ہے
نہ جانے ہوگا کیا عالم اگر وہ آپ آ نکلے
وہ دیوانے جنہوں نے خون سے سینچا تھا گلشن کو
وہی اخلاص کے پیکر یہاں بے دست و پا نکلے
نہیں یہ بزدلی ، یہ ہے کمالِ خُلقِ انسانی
''جفائیں کرنے والوں کے لئے دل سے دعا نکلے''
جونہی دیکھا مجھے ، بولے شکیب آ جاؤ جنت میں
فرشتے حشر میں اپنے پرانے آشنا نکلے

(ارشاد احمد شکیب ۔مرحوم)

(مرسلہ: عامر ارشاد۔ برکینافاسو)

جشن ایسے بھی لوگو مناتے ہیں ہم

اشک آنکھوں میں اپنی سجائے ہوئے
دل کا دیا دعا سے جلائے ہوئے
جذبۂ شکر سے سر جھکائے ہوئے
روح سجدے میں اپنی بچھاتے ہیں ہم
جشن ایسے بھی لوگو مناتے ہیں ہم

نہ ہی باتوں میں کوئی بڑا بول ہے
نہ ہی باجا کوئی نہ کوئی ڈھول ہے
ہر گلی میں لئے بانسری پیار کی
گیت حمد و ثنا کے سناتے ہیں ہم
جشن ایسے بھی لوگو مناتے ہیں ہم

عمر بھر ساتھ جو کہ نبھاتے نہیں
دیپ مٹی کے ہم وہ جلاتے نہیں
روح میں جو چراغاں کرے چار سُو
دیپ ایسا لہو میں جلاتے ہیں ہم
جشن ایسے بھی لوگو مناتے ہیں ہم

مال و زر چیز کیا ہے وفا کے لئے
جان حاضر ہے میر سپاہ کے لئے
پھول کلیوں کی کوئی ضرورت نہیں
اُس کی راہوں میں آنکھیں بچھاتے ہیں ہم
جشن ایسے بھی لوگو مناتے ہیں ہم

دل پریشان ہے کچھ دعا کیجئے
ایک تازہ غزل ہے سُنا کیجئے
روبرو چاند کو دیکھنے کے لئے
روز کوئی بہانہ بناتے ہیں ہم
جشن ایسے بھی لوگو مناتے ہیں ہم

(مبارک صدیقی۔ لندن)

عالم اسلام کی بہبود کے لئے

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تحریکات

مسلمانوں کے باہمی اتحاد، اقتصادی اور مذہبی ترقی، سیاسی آزادی اور دعاؤں کی تحریک

(عبدالسمیع خان۔ ربوہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام ہے:"سب مسلمانوں کو جوروئے زمین پر ہیں جمع کرو عَلٰی دِیْنٍ وَاحِدٍ"۔

(الحکم 24 نومبر 1905ء)

اس کے مطابق حضرت مصلح موعودؓ نے نہ صرف تبلیغی اور تربیتی تحریکات جاری فرمائیں بلکہ عالم اسلام کو باہم متحد ہونے کی بار بار دعوت دیتے رہے اور اس مقصد کے لئے اپنی جماعت کی طرف سے ہر قسم کی خدمات پیش کرتے رہے۔اسی طرح عالم اسلام کی عمومی بہبود اور ترقی ہمیشہ آپ کے مدنظر رہی۔آپ نے فرمایا:

"جب سعودی، عراقی، شامی اور لبنانی، ترک، مصری اور یمنی سو رہے ہوتے ہیں مَیں ان کے لئے دعا کر رہا ہوتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ وہ دعائیں قبول ہوں گی۔خداتعالیٰ ان کو پھر ضائع شدہ عروج بخشے گا اور پھر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم ہمارے لئے فخر ومباہات کا موجب بن جائے گی"۔

(رپورٹ مجلس مشاورت 1955صفحہ9)

دعاؤں کے ساتھ ساتھ آپ نے متعدد تحریکات بھی فرمائیں ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

اشتراک عمل کی دعوت

1927ء میں ہندوؤں نے مسلمانوں کے خلاف زبردست شورش برپا کی اور فنڈز بھی قائم کئے۔اس وقت حضرت مصلح موعودؓ نے مسلمانوں کو آنے والے عظیم خطرہ سے ہوشیار اور بیدار کرتے ہوئے اشتراک عمل کی دعوت دی اور فرمایا:

"وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دعویٰ رکھتے ہیں اگر اور کچھ نہیں تو کم ازکم ان کے ہونٹوں سے تو یہ بات نکلتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ان کے اندر ہے اور پھر ان میں سے بعض تو اسلام کا درد بھی رکھتے ہیں۔پس جب یہ بات ان میں پائی جاتی ہے تو میں ان الفاظ کا ہی واسطہ دے کر انہیں کہتا ہوں کہ وہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے الفاظ بولتے ہیں ان کا لحاظ کرکے ہی وہ اس نازک وقت میں اسلام کی مدد کے لئے کھڑے ہو جائیں۔مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس وقت یقیناً وہی براہین اور دلائل کارگر ہوسکتے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتائے ہیں مگر ضرورت اس بات کی ہے کہ گھر کی لڑائی چھوڑ کر دشمن کا مقابلہ کیا جائے"۔

(الفضل 6 مئی 1927ء)

اس سلسلہ میں حضورؓ نے مسلمانان ہند سے تین باتوں کی خواہش کی۔

1۔دشمن کے مقابلہ کے وقت ہم آپس میں متحد ہو جائیں اور ایک دوسرے کے مددگار بن جائیں۔

2۔مسلمان اپنے ماحول کے حالات سے باخبر رہیں اور جس جگہ وہ ہندوؤں کے حملہ کا دفاع نہیں کرسکتے وہ ہمیں اطلاع دیں۔ہم اپنے آدمی بھیج دیں گے۔

3۔جہاں جہاں آریوں اور عیسائیوں کا زور ہو وہاں مسلمان تبلیغی جلسے کرکے ہمارے واعظوں کو بلوائیں۔

(خطبات محمود جلد11 صفحہ77)

اس اعلان پر اسلام کا درد رکھنے والا طبقہ احمدی واعظوں کو اپنے جلسوں میں بھی بلانے لگا اور احمدی اور غیر احمدی مسلمان دونوں ایک پلیٹ فارم پر اسلام کا دفاع کرنے لگے۔ چنانچہ اس زمانہ کے اخبارات میں ایسی مثالیں بکثرت موجود ہیں کہ دوسرے مسلمانوں کو جہاں بھی اور جس وقت بھی آریوں یا عیسائیوں کے خلاف جلسہ کرنے یا مناظرے کرنے کی ضرورت پیش آئی احمدی مبلغ دعوت ملتے ہی وہاں بلاتامل پہنچے اور انہوں نے مخالفین اسلام کے دانت کھٹے کردیئے۔ چنانچہ خواجہ حسن نظامی صاحب نے اپنی کتاب"مسلمان مہارانا" میں اقرار کیا کہ:

"اگرچہ میں قادیانی عقیدہ کا نہیں ہوں نہ کسی قسم کا میلان میرے دل میں قادیانی جماعت کی طرف ہے۔لیکن مَیں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ قادیانی جماعت اسلام کے حریفوں کے مقابلہ میں بہت مؤثر اور پُرزور کام کر رہی ہے"۔

(الفضل 31 مئی 1927ء صفحہ5)

مسلمانان ہند کے لئے وسیع اور ہمہ گیر تحریک

مئی 1927ء میں لاہور میں ہونے والے فسادات کے پیچھے مسلمانوں کو ختم کرنے کی زبردست روح کام کر رہی تھی۔اس لئے حضور نے صرف مظلومین لاہور کو امداد دینے کے علاوہ مسلمانان ہند کی اقتصادی، معاشی، سیاسی اور مذہبی ترقی کے لئے ایک ملک گیر تحریک چلانے کا فیصلہ کرلیا۔اس سلسلہ میں حضور نے سب سے پہلے قادیان کے ناظروں، مبلغوں، ایڈیٹروں، مصنفوں، طالب علموں اور استادوں کو دفتر ڈاک میں بلایا اور ملکی حالات پر مفصل تقریر فرمائی اور انہیں اپنی تحریک سے متعلق نہایت اہم ہدایات دیں۔

(الفضل 10 مئی 1927ء صفحہ1)

جماعت احمدیہ کو اپنی اہم تحریک سے روشناس کرانے کے بعد حضور نے مسلمانوں کو ان خطرناک حالات کے مقابلہ میں متحد کرنے کے لئے پے درپے مضامین، پوسٹر اور اشتہارات شائع فرمائے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں آپ کے قلم سے پہلا مضمون"امام جماعت احمدیہ کا فسادات لاہور پر تبصرہ" کے عنوان سے شائع ہوا جس میں آپ نے مسلمانوں کو توجہ دلائی کہ فسادات لاہور سے سبق لیں اور اشاعت اسلام کی طرف توجہ دیں۔

دوسری اہم بات جس کی طرف آپ نے اس مضمون میں مسلمانوں کو توجہ دلائی یہ تھی کہ:

"مسلمانوں کو چاہئے کہ سکھ صاحبان سے تعلقات کو بڑھائیں اور شورش کی وجہ سے اس امر کو نظر انداز نہ کردیں کہ سکھ صاحبان صرف ہندوؤں کا ہتھیار بنائے گئے ہیں۔ ورنہ وہ دل سے مسلمانوں کے دشمن نہیں ہیں بلکہ بوجہ اپنے بزرگوں کی نصائح اور توحید پر ایمان رکھنے کے مسلمانوں کا داہنا بازو ہیں اور مسلمانوں کی ذرا سی توجہ کے ساتھ وہ اپنی غلطی کا اعتراف کرکے مسلمانوں کے ساتھ مل کر ملک سے فساد اور شورش کو مٹانے کی طرف متوجہ ہو جائیں گے۔خصوصاً جبکہ ان کا سیاسی فائدہ بھی مسلمانوں سے ملنے میں ہے کیونکہ ہندوؤں سے مل کر وہ اس صوبہ میں قلیل التعداد ہی رہتے لیکن مسلمانوں سے مل کر وہ ایک زبردست پارٹی بنا سکتے ہیں جو پنجاب کو اس کی پرانی شان وشوکت پر قائم کرنے میں نہایت مفید ہو سکتی ہے"۔(الفضل 13 مئی 1927ء صفحہ2)

اسلامی اتحاد کے 31 نکات

اس مضمون کے ساتھ حضور نے ایک مفصل ٹریکٹ بھی شائع فرمایا۔جس کا عنوان تھا۔"آپ اسلام اور مسلمانوں کے لئے کیا کر سکتے ہیں"؟

اس ٹریکٹ میں حضور نے اسلامی اتحاد کی تحریک کے اکتیس اہم نکات مسلمانوں کے سامنے رکھے جن میں انجمن ترقی اسلام سے تعاون کی اپیل فرمائی۔ یہ نکات حضور ہی کے الفاظ میں درج ذیل ہیں۔

1۔آپ آج سے اقرار کرلیں کہ جہاں تک آپ کے اختیار میں ہوگا۔آپ جائز طور پر مسلمانوں کی بیکاری کو دور کرنے میں مدد دیں گے۔

2۔آپ کو اگر ایسے مسلمانوں کا علم ہے جو کسی قسم کے روزگار کے متلاشی ہیں تو ان لوگوں کو تحریک کریں کہ وہ اپنے نام سے صیغہ ترقی اسلام کو اطلاع دیں۔

3۔آپ ارادہ کرلیں کہ آپ مسلمان مستحقین کو اپنا پیشہ سکھا کر انہیں کام کے قابل بننے کی ہر سعی کو استعمال کریں گے۔

4۔آپ کو ایسے نوجوانوں کا حال معلوم ہے جو مناسب پیشہ نہ جاننے کے سبب سے بیکار ہیں تو ایسے نوجوانوں کے نام سے صیغہ ترقی اسلام کو اطلاع دیں۔

5۔آپ آج سے ارادہ کرلیں کہ مسلمان مظلوموں کی مدد کے لئے آپ حتی الوسع تیار رہیں گے۔

6۔اگر آپ یہ نہیں کر سکتے تو یہ بھی آپ کی اسلامی خدمت ہوگی کہ آپ ایسے مظلوموں کے ناموں اور پتوں سے صیغہ مذکورہ بالا کو اطلاع دیں۔

7۔آپ کو بعض ایسے کام اور پیشے معلوم ہیں جن میں مسلمان ترقی کر سکتے ہیں تو اس کے متعلق صیغہ مذکورہ کو تفصیلی علم دیں۔

8۔اگر آپ کو بعض ایسے محکموں کا حال معلوم ہے جن میں مسلمان کم ہیں اور ان کی طرف توجہ مسلمانوں کے لئے مفید ہے تو ان سے صیغہ مذکور کو اطلاع دیتے رہیں۔

9۔"اگر مسلمانوں کی کسی ضرورت کے لئے کسی ڈیپوٹیشن کی ضرورت ہو تو آپ اس میں شامل ہونے کے لئے بشرطیکہ آپ کے حالات اجازت دیں تیار رہیں۔

10۔اگر آپ پروفیسر ہیں یا تعلیم کے کام سے دلچسپی رکھتے ہیں تو ایسے تعلیمی شعبوں سے صیغہ مذکور کو اطلاع دیتے رہا کریں۔جن میں مسلمان کم ہیں۔

11۔اندھا دھند پرانی لکیر پر چل کر ایک ہی لائن پر اپنے بچوں کو نہ چلائیں بلکہ اپنے بچہ کو اعلیٰ تعلیم دلانے سے پہلے اپنے احباب سے مشورہ کرلیں کہ کس تعلیم سے نہ صرف بچہ ترقی کرسکتا ہے بلکہ مسلمانوں کو بھی فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

12۔خود بھی سادہ زندگی کو اختیار کریں اور اپنے بچوں کو بھی سادہ زندگی اختیار کرنے کی تحریک کریں۔

13۔اگر آپ کو خداتعالیٰ نے عزت دی ہے تو غرباء سے اور اگر آپ شہری ہیں تو قصباتیوں سے تعلق بڑھائیں۔

14۔تعاون باہمی کی انجمنیں اپنے علاقوں میں قائم کریں۔

15۔آپ آج سے عہد کرلیں کہ کسی ہندو کی پکی ہوئی یا اس کے ہاتھ کی چھوئی ہوئی چیز کا استعمال نہیں کرنا جب تک کہ ہندو اپنی روش کو بدل کر مسلمانوں سے خریدنا اور ان کے ہاتھوں کا کھانا نہ شروع کردیں۔

16۔فساد سے بچنے اور مستقل ارادہ سے کام کرنے کی طرف آپ اپنے گردوپیش کے لوگوں کو تحریک کرتے رہیں۔

17۔آپ کے محلّہ اور آپ کے گاؤں میں ایسے لوگ ہیں جن کو ہندو تہذیب نے ہزاروں سالوں سے غلام بنا رکھا ہے......ان کی ہدایت کی طرف توجہ کریں۔

18۔آپ مرسلہ اشتہار کو مناسب موقعوں پر اپنے شہر یا محلّہ میں لگادیں گے تو یہ بھی ایک دینی خدمت ہے۔

19۔اس لٹریچر کو منگوا کر جو اس وقت کی ضرورت کے مطابق شائع کرایا جائے گا اپنے علاقہ میں فروخت کریں۔

20۔اگر آپ کے قصبہ اور شہر میں کوئی اسلامی انجمن ایسی نہیں جو تبلیغی کام میں حصہ لے رہی ہو تو آپ ایسی انجمن کو قائم کرکے دینی خدمت کر سکتے ہیں۔

21۔ہندو لوگ ہر علاقہ میں خفیہ خفیہ شدھی کی تحریک جاری کر رہے ہیں۔آپ ایک بہت بڑی خدمت اسلامی کریں گے اگر آپ ان کی حرکات کو تاڑتے رہیں۔

22۔بیواؤں، مظلوم عورتوں اور یتیموں کو آریہ اور مسیحی خصوصاً بہکا رہے ہیں۔آپ ایک بڑی خدمت اسلام کریں گے اگر ان کے حالات پر نگاہ رکھیں اور ان کی مدد اور ہمدردی کریں۔

23۔اگر آپ کو شوق تبلیغ ہے اور آپ عربی کی تعلیم رکھتے ہیں یا کم سے کم انٹرنیس تک تعلیم یافتہ ہیں تو ہم بڑی خوشی سے آپ کی مذہبی تعلیم کا انتظام کرنے کے لئے تیار ہیں۔

24۔اگر آپ کے ہاں پہلے سے انجمن قائم ہے تو آپ تبلیغی لیکچروں یا مباحثوں کا انتظام کرکے خدمت اسلام کر سکتے ہیں۔

25۔آپ مسلمانوں کی دینی تعلیم کے لئے ایسے لیکچروں کا انتظام کرکے بھی جن میں اسلامی تعلیم کی خوبیاں بیان کی جائیں اسلام کی خدمت کر سکتے ہیں۔

26۔آپ دین کی خدمت کے لئے اپنے اموال میں سے ایک حصہ الگ کرکے دین اسلام کی مدد کر سکتے ہیں۔

27۔آپ مسلمانوں میں یہ خیال پیدا کرکے کہ آپس میں گو ہمارے کس قدر اختلاف ہوں۔لیکن دشمنان اسلام کے مقابلہ میں ہمیں ایک ہو جانا چاہئے ...... بہت بڑی خدمت اسلام کر سکتے ہیں۔

28۔آپ مسلمان زمینداروں میں یہ خیال پیدا کرکے کہ وہ اپنے علاقہ کی ادنیٰ اقوام کو مسلمان بنانے میں مبلغین اسلام کی مدد کریں، خدمت اسلام میں حصہ لے سکتے ہیں۔

29۔مسلمانوں کو ہر موقعہ پر اس خطرہ سے آگاہ کرتے رہیں جو اس وقت اسلام کو پیش آرہا ہے۔

30۔آپ کی خدمت اور بھی بڑھ جائے گی اگر آپ ایسے لوگوں کے ناموں اور پتوں سے صیغہ مذکورہ بالا کو اطلاع دیتے رہا کریں جو کسی نہ کسی رنگ میں خدمت اسلام میں حصہ لینے کے لئے تیار ہوں۔

31۔اگر آپ ان امور میں سے کسی امر کی تعیین نہ کر سکتے ہوں تو آپ کم سے کم اس قدر ضرور کریں کہ اپنی زندگی کو اسلام کی تعلیم کے مطابق بسر کرنے کی کوشش کریں۔اس طرح آپ اسلام کو اعتراض سے بچانے میں ہماری مدد کریں گے۔

(انوار العلوم جلد9 صفحہ532 تا537)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی اس بروقت اور پُرزور تحریک کی کامیابی کے لئے جماعت احمدیہ کے مرکزی ناظروں، مبلغوں، کارکنوں اور دوسرے احمدیوں نے اپنے اوقات وقف کردیئے اور ایسی غیر معمولی جدوجہد سے کام لیا کہ خصوصاً مسلمانان پنجاب میں حیرت انگیز انقلاب برپا ہوگیا اور مسلمان نہ صرف اتحاد ملت اور تبلیغ اسلام سے متعلق اپنے فرائض کی طرف متوجہ ہوگئے بلکہ ایک نہایت ہی قلیل عرصہ میں مسلمانوں کی ہزاروں نئی دکانیں کھل گئیں۔(انوار العلوم جلد10 ص102)

ہندوؤں نے مسلمان دکانداروں کو ناکام کرنے کے لئے کئی صورتیں اختیار کیں۔ مثلاً جن چیزوں کی تجارت

مسلمانوں نے شروع کی ان کی قیمتیں قیمت خرید سے بھی گرادیں۔مگر مسلمانوں کو تجارت کے میدان سے بے دخل کرنے کی یہ تدبیریں کارگر نہ ہوسکیں اور ان کا قدم پیچھے ہٹنے کی بجائے آگے ہی بڑھتا گیا۔

(تاریخ احمدیت جلد4 صفحہ583)

شیعہ سنی فساد کے موقع پر رہنمائی

1927ء کے ابتداء میں تیراہ کے علاقہ میں شیعہ سنی فساد رونما ہوا۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس موقعہ پر شیعہ اور سنی حضرات کے نام مندرجہ ذیل دردمندانہ اپیل شائع کی۔

سرحدی آزاد علاقہ کے شیعہ سنی فساد کی اطلاعیں ان لوگوں کے لئے جن کے دل میں اسلام کا درد ہے۔سخت صدمہ کا موجب ہوئی ہیں۔......مَیں تمام سنیوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ ان معاملات پر پلیٹ فارم یا اخبارات میں جوش سے بحث نہ کریں بلکہ باہمی اختلافات کا پرائیویٹ طور پر تصفیہ کرنے کی کوشش کریں۔نیز یہ بھی اپیل کرتا ہوں کہ سنی صرف اس واسطے اس جھگڑے میں سنّیوں کو حق پر نہ سمجھ لیں کہ وہ سنّی ہیں اور اسی طرح میں شیعوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ یہ خیال نہ کرلیں کہ شیعہ قبائل مظلوم ہیں صرف اس وجہ سے کہ وہ شیعہ ہیں لیکن یہ بات صاف ہے کہ ہمیں بہت سی عزیز جانوں کا نقصان برداشت کرنا پڑا ہے جو کسی وقت مفاد اسلامی کے لئے زیادہ منفعت بخش ثابت ہوسکتی تھیں۔ ہمارا فوری فرض یہ ہونا چاہئے کہ اس برائی کو اور نہ پھیلنے دیں اور ان لوگوں کی مدد کریں جن کو اس فساد میں نقصان برداشت کرنا پڑا ہے۔میرے ناقص خیال میں چونکہ ہم سرکاری علاقہ میں رہنے کی وجہ سے آزاد علاقے پر بہت تھوڑا اثر رکھتے ہیں اور چونکہ وہ اقوام اپنی آزادی کے لئے بہت غیرت رکھتی ہیں اس لئے ہم صرف سرحدی رؤوسا کے ذریعہ ہی ان لڑنے والے قبائل پر اثر ڈال سکتے ہیں۔لہٰذا ہم کو فوراً پشاور اور کوہاٹ میں تمام اسلامی فرقوں کے ذی اثر اصحاب کی ایک کمیٹی بنانا چاہئے جس میں وہ مُلّا اور سردار خصوصیت سے شامل کئے جائیں جن کو ان اقوام میں سے کسی نہ کسی میں کم وبیش رسوخ حاصل ہوتا کہ ہم آزاد سرحدی علاقہ کے شیعوں اور سنیوں میں صلح وآشتی پیدا کرنے کے ذرائع معلوم کرسکیں۔

مَیں یہ بھی تجویز کرتا ہوں کہ اس کمیٹی کو چاہئے کہ ان لوگوں میں حقیقی صلح کرائے اور صرف دفع الوقتی سے کام لے کر کوئی ایسا صلح نامہ نہ مرتب کرے جو انجام کار ایک سخت نقصان دہ دھوکا ثابت ہو۔نیز ایک فنڈ بھی فوراً کھولنا چاہئے تا کہ جن لوگوں کو اس افسوسناک لڑائی میں مالی یا جانی نقصان پہنچا ہے ان کی مدد کی جاسکے۔میں ایک لائق ڈاکٹر کی خدمات پیش کرتا ہوں۔جو بشرط ضرورت ان زخمیوں کا علاج کرے گا جن کے متعلق میں نے سنا ہے کہ کثیر تعداد میں سرکاری علاقے میں آگئے ہیں۔نیز میں ان لوگوں کے لئے جن کو اس لڑائی میں تکلیف پہنچی ہے ہر ایک قسم کی مالی و اخلاقی مدد دینے کا جو میری طاقت میں ہے وعدہ کرتا ہوں۔

(اخبار تنظیم امرتسر 14/اگست 1927ء صفحہ2۔ بحوالہ تاریخ احمدیت جلد4 ص626)

مل کر مقابلہ کرو

ہندوستان کے سیاسی تغیرات اپنے ساتھ مذہبی خطرات بھی لا رہے تھے۔وہ مسلمان جو پہلے ہی اقتصادی طور پر ہندوؤں کے دست نگر اور ذہنی طور پر ان کے زیر اثر تھے اور تعلیمی اور دنیوی ترقیات سے محروم چلے آرہے تھے اور ان کا تبلیغی مستقبل بھی تاریک نظر آرہا تھا۔چنانچہ گاندھی جی کا اخبار سٹیٹسمین میں ایک انٹرویو شائع ہوا کہ سوارج (ملکی حکومت) مل جانے کے بعد اگر غیر ملکی مشنری ہندوستانیوں کے عام فائدہ کے لئے روپیہ خرچ کرنا چاہیں گے تو اس کی تو انہیں اجازت ہوگی لیکن اگر وہ تبلیغ کریں گے تو میں انہیں ہندوستان سے نکلنے پر مجبور کروں گا۔جس کے معنے اس کے سوا اور کوئی نہیں ہوسکتے کہ سوارج میں مذہبی تبلیغ بند ہوجائے گی۔

اس کے علاوہ ہندوؤں کی طرف سے مسلمانوں پر ظلم و ستم کے واقعات برابر ہورہے تھے۔پہلے بنارس میں فساد ہوا۔پھر آگرہ اور میرزا پور میں اور پھر کانپور میں مسلمانوں کو نہایت بے دردی سے موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس نازک موقع پر مارچ 1931ء میں مسلمانوں کو پھر اتحاد کی پُرزور تلقین فرمائی اور نصیحت کی کہ اگر مسلمان ہندوستان میں زندہ رہنا چاہتے ہیں تو انہیں یہ سمجھوتہ کرنا چاہئے کہ اگر دیگر قوموں کی طرف سے کسی اسلامی فرقہ پر ظلم ہو تو خواہ اندرونی طور پر اس سے کتنا ہی شدید اختلاف کیوں نہ ہو اس موقع پر سب کو متفق ہو جانا چاہئے۔

(خطبات محمود جلد13 صفحہ116)

تحریک اتحاد کے تعلق میں جماعت احمدیہ کی کوششیں کہاں تک بارآور ہوئیں اس کا اندازہ ایک ہندو اخبار کے حسب ذیل الفاظ سے لگ سکتا ہے۔اخبار ''آریہ ویر'' لاہور (9/اگست 1931ء صفحہ 6) نے لکھا۔

''رشی دیانند اور منشی اندرمن کے زبردست اعتراضات کی تاب نہ لا کر مرزا غلام احمد قادیانی نے احمدیہ تحریک کو جاری کیا۔احمدیہ تحریک کا زیادہ تر حلقہ کار مسلمانوں کے درمیان رہا۔اس جماعت کے کام نے مسلمانوں کے اندر حیرت انگیز تبدیلی پیدا کردی ہے۔...... اس تحریک نے مسلمانوں کے اندر اتحاد پیدا کردیا۔......آج مسلمان ایک طاقت ہیں،مسلمان قرآن کے گرد جمع ہوگئے''۔

(الفاروق 28,21/اپریل 1932ء صفحہ10۔ بحوالہ تاریخ احمدیت جلد5 صفحہ271)

مقامات مقدسہ کی حفاظت کے لئے دعا کی تحریک

دوسری جنگ عظیم کے دوران وسط 1942ء میں محوری طاقتوں کا دباؤ مشرق وسطیٰ میں زیادہ بڑھ گیا اور جرمن فوجیں جنرل رومیل کی سرکردگی میں 21 جون کو طبروق کی قلعہ بندیوں پر حملہ کرکے برطانوی افواج کو شکست فاش دینے میں کامیاب ہوگئیں جس کے بعد ان کی پیش قدمی پہلے سے زیادہ تیز ہوگئی اور یکم جولائی تک مصر کی حدود کے اندر گھس کر العالمین کے مقام تک پہنچ گئیں جو سکندریہ سے تھوڑی دور مغرب کی جانب برطانوی مدافعت کی آخری چوکی تھی جس سے مصر براہ راست جنگ کی لپیٹ میں آگیا اور مشرق وسطیٰ کے دوسرے اسلامی ممالک خصوصاً حجاز کی ارض مقدس پر محوری طاقتوں کے حملہ کا شدید خطرہ پیدا ہوگیا۔

ان پُرخطر حالات میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 26 جون 1942ء کے خطبہ جمعہ میں عالم اسلام کی نازک صورتحال کا دردناک نقشہ کھینچتے ہوئے بتایا کہ:۔

''اب جنگ ایسے خطرناک مرحلہ پر پہنچ گئی ہے کہ اسلام کے مقدس مقامات اس کی زد میں آگئے ہیں۔مصری لوگوں کے مذہب سے ہمیں کتنا ہی اختلاف کیوں نہ ہو وہ اسلام کی جو توجیہہ وتفسیر کرتے ہیں ہم اس کے کتنے ہی خلاف کیوں نہ ہوں،اس سے انکار نہیں کرسکتے کہ ظاہرا طور پر وہ ہمارے خدا ہمارے رسولؐ اور ہماری کتاب کو ماننے والے ہیں۔ان کی اکثریت اسلام کے خدا کے لئے غیرت رکھتی ہے۔ان کی اکثریت اسلام کی کتاب کے لئے غیرت رکھتی ہے اور ان کی اکثریت محمد ﷺ کے لئے غیرت رکھتی ہے۔اسلامی لٹریچر شائع کرنے اور اسے محفوظ رکھنے میں یہ قوم صف اول میں رہی ہے۔آج ہم اپنے مدارس میں بخاری اور مسلم وغیرہ احادیث کی جو کتابیں پڑھاتے ہیں وہ مصر کی چھپی ہوئی ہی ہیں۔اسلام کی نادر کتابیں مصر میں ہی چھپتی ہیں اور مصری قوم اسلام کے لئے مفید کام کرتی چلی آئی ہے۔اس قوم نے اپنی زبان کو بھلا کر عربی زبان کو اپنا لیا۔اپنی نسل کو فراموش کرکے یہ عربوں کا حصہ بن گئی اور آج دونوں قوموں میں کوئی فرق نہیں۔مصر میں عربی زبان، عربی تمدن اور عربی طریق رائج ہیں اور محمد عربی ﷺ کا مذہب رائج ہے۔پس مصر کی تکلیف اور تباہی ہر مسلمان کے لئے دکھ کا موجب ہونی چاہئے خواہ وہ کسی فرقہ سے تعلق رکھنے والا ہو اور خواہ مذہبی طور پر اسے مصریوں سے کتنے ہی اختلافات کیوں نہ ہوں۔پھر مصر کے ساتھ ہی وہ مقدس سرزمین شروع ہوجاتی ہے جس کا ذرہ ذرہ ہمیں اپنی جانوں سے زیادہ عزیز ہے۔نہر سویز کے ادھر آتے ہی آجکل کے سفر کے سامانوں کو مدنظر رکھتے ہوئے چند روز کی مسافت کے فاصلہ پر ہی وہ مقدس مقام ہے جہاں ہمارے آقا کا مبارک وجود لیٹا ہے جس کی گلیوں میں محمد مصطفیٰ ﷺ کے پائے مبارک پڑا کرتے تھے۔جس کے مقبروں میں آپ کے والا وشیدا خدا تعالیٰ کے فضل کے نیچے میٹھی نیند سو رہے ہیں اس دن کی انتظار میں کہ جب صُور پھونکا جائے گا وہ لبیک کہتے ہوئے اپنے رب کے حضور حاضر ہوجائیں گے۔دو اڑھائی سو میل کے فاصلہ پر ہی وہ وادی ہے جس میں وہ گھر ہے جسے ہم خدا کا گھر کہتے ہیں اور جس کی طرف دن میں کم سے کم پانچ بار منہ کرکے ہم نماز پڑھتے ہیں اور جس کی زیارت اور حج کے لئے جاتے ہیں جو دین کے ستونوں میں سے ایک بڑا ستون ہے۔یہ مقدس مقام صرف چند سو میل کے فاصلہ پر ہے اور آجکل موٹروں اور ٹینکوں کی رفتار کے لحاظ سے چار پانچ دن کی مسافت سے زیادہ فاصلہ پر نہیں اور ان کی حفاظت کا کوئی سامان نہیں۔وہاں جو حکومت ہے اس کے پاس نہ ٹینک ہیں،نہ ہوائی جہاز اور نہ ہی حفاظت کا کوئی اور سامان۔کھلے دروازوں اسلام کا خزانہ پڑا ہے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ دیواریں بھی نہیں ہیں اور جوں جوں دشمن ان مقامات کے قریب پہنچتا ہے ایک مسلمان کا دل لرز جاتا ہے''۔

(الفضل 3 جولائی 1942ء صفحہ2-3)

حضور نے خطبہ کے دوران مقامات مقدسہ کی حفاظت کے خدائی وعدوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یقین دلایا کہ ''اللہ تعالیٰ خود ہی ان کی حفاظت فرمائے گا''۔لیکن ساتھ ہی مسلمانوں کو ان کی عملی ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلائی اور فرمایا:۔

''......اس میں شبہ نہیں کہ مکّہ اور مدینہ کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ کے وعدے ہیں مگر اللہ تعالیٰ حفاظت کے لئے آسمان سے فرشتے نہیں اتارا کرتا بلکہ بعض بندوں کو ہی فرشتے بنا دیتا ہے اور ان کے دلوں میں اخلاص پیدا کردیتا ہے کہ اس کے وعدوں کو پورا کرنے کے ہتھیار بن جائیں۔وہ گو انسان نظر آتے ہیں مگر ان کی روحوں کو فرشتہ کردیا جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ جو لوگ خدا تعالیٰ کی راہ میں شہید ہوجاتے ہیں ان کو مردہ مت کہو وہ زندہ ہیں۔اس کا مطلب یہی ہے کہ خدا تعالیٰ نے جو کام فرشتوں سے لینا تھا اسے کرنے کے لئے وہ آگے بڑھتے ہیں اس لئے وہ فرشتے بن جاتے ہیں اور جب وہ فرشتے ہو گئے تو مر کیسے سکتے ہیں۔فرشتے نہیں مرا کرتے۔اسی لئے اللہ تعالیٰ شہداء کے متعلق فرماتا ہے کہ وہ مردہ نہیں بلکہ زندہ ہیں اور اپنے خدا کے حضور رزق دیئے جاتے ہیں۔پس گو ان مقامات کی حفاظت کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے کیا ہے مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ مسلمان ان کی حفاظت کے فرض سے آزاد ہوگئے ہیں۔ بلکہ ضروری ہے کہ ہر سچا مسلمان ان کی حفاظت کے لئے اپنی پوری کوشش کرے جو اس کے بس میں ہے''۔(الفضل 3 جولائی 1942ء صفحہ4)

خطبہ کے آخر میں حضور نے خاص تحریک فرمائی کہ احمدی ممالک اسلامیہ کی حفاظت کے لئے نہایت تضرع اور عاجزی سے دعائیں کریں۔چنانچہ حضور نے فرمایا:۔

''یہ مقامات روز بروز جنگ کے قریب آرہے ہیں اور خدا تعالیٰ کی مشیت اور اپنے گناہوں کی شامت کی وجہ سے ہم بالکل بے بس ہیں اور کوئی ذریعہ ان کی حفاظت کا اختیار نہیں کرسکتے۔ادنیٰ ترین بات جو انسان کے اختیار میں ہوتی ہے یہ ہے کہ اس کے آگے پیچھے کھڑے ہوکر جان دے دے مگر ہم تو یہ بھی نہیں کرسکتے اور اس خطرناک وقت میں صرف ایک ہی ذریعہ باقی ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کریں کہ وہ جنگ کو ان مقامات مقدسہ سے زیادہ سے زیادہ دور لے جائے اور اپنے فضل سے ان کی حفاظت فرمائے۔وہ خدا جس نے ابرہہ کی تباہی کے لئے آسمان سے وبا بھیج دی تھی اب بھی طاقت رکھتا ہے کہ ہر ایسے دشمن کو جس کے ہاتھوں سے اس کے مقدس مقامات اور شعائر کو کوئی گزند پہنچ سکے کچل دے ...... پس میں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور خدا تعالیٰ سے دعائیں کریں کہ وہ خود ہی ان مقامات کی حفاظت کے سامان پیدا کردے اور اس طرح دعائیں کریں جس طرح بچہ بھوک سے تڑپتا ہوا چلّاتا ہے،جس طرح ماں سے جدا ہونے والا بچہ یا بچہ سے محروم ہوجانے والی ماں آہ وزاری کرتی ہے۔اسی طرح اپنے رب کے حضور رو رو کر دعائیں کریں کہ اے اللہ! تو خود ان مقدس مقامات کی حفاظت فرما اور ان لوگوں کی اولادوں کو جو آنحضرت ﷺ کے لئے جانیں فدا کرگئے اور ان کے ملک کو ان خطرناک نتائج جنگ سے جو دوسرے مقامات پر پیش آرہے ہیں بچالے اور اسلام کے نام لیواؤں کو خواہ وہ کیسی ہی گندی حالت میں ہیں اور خواہ ہم سے ان کے کتنے اختلافات ہیں ان کی حفاظت فرما اور اندرونی و بیرونی خطرات سے محفوظ رکھ جو کام آج ہم اپنے ہاتھوں سے نہیں کرسکتے وہ خدا تعالیٰ کا ہاتھ کردے اور ہمارے دل کا دکھ ہمارے ہاتھوں کی قربانیوں کا قائم مقام ہوجائے''۔

(الفضل 3 جولائی 1942ء صفحہ5,4)

بعض متعصب ہندو ہمیشہ اعتراض کیا کرتے تھے کہ مسلمانوں کے دلوں میں ہندوستان کی نسبت مکہ اور مدینہ کی محبت بہت زیادہ ہے۔اس موقعہ پر حضور نے اس اعتراض کا یہ نہایت لطیف جواب دیا کہ:

''بیشک دین کی محبت ہمارے دلوں میں زیادہ ہے مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ وطن کی محبت نہیں ہے۔اگر ہمارا ملک خطرہ میں ہو تو ہم اس کے لئے قربانی کرنے میں کسی ہندو سے پیچھے نہیں رہیں گے۔لیکن اگر دونوں خطرہ میں ہوں یعنی ملک اور مقامات مقدسہ تو مؤخر الذکر کی حفاظت چونکہ دین ہے اور زندہ خدا کے شعار کی حفاظت کا سوال ہے اس لئے ہم اسے مقدم کریں گے۔بیشک ہم عرب کے پتھروں کو ہندوستان کے پتھروں پر فضیلت نہ دیں لیکن ان پتھروں کو ضرور فضیلت دیں گے جن کو خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے فضیلت کا مقام بنایا ہے......ایک مادہ پرست ہندو کیا جانتا ہے کہ وطن اور خدا تعالیٰ کے پیدا کردہ شعائر میں کیا فرق ہے۔وہ عرفان اور نیکی نہ ہونے کی وجہ سے اس فرق کو سمجھ نہیں سکتا......حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَان ہمارے ایمان کا جزو ہے مگر وہ گلیاں جن میں ہمارے پیارے آقا محمد مصطفیٰ ﷺ

باقی صفحہ نمبر 10پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ کی صفت حلیم کے سب سے اعلیٰ پرتَو آنحضرت ﷺ تھے اور پھر اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے آقا کی اتباع میں ان صفات کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا ہے۔

(اللہ تعالیٰ کی صفت حلیم کے حوالہ سے آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاکیزہ زندگی کے نہایت ایمان افروز واقعات کا تذکرہ)

یہ نمونے ہیں جو ہماری اصلاح کے لئے بڑے ضروری ہیں۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 21/مارچ 2008ء بمطابق 21/امان 1387 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کررہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

گزشتہ خطبہ میں یہ ذکر ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات حلیم ہے اور باوجود بعض لوگوں اور قوموں کے حد سے زیادہ بڑھے ہوئے ہونے، زیادتیوں میں بڑھے ہوئے ہونے اور نافرمانیوں میں بڑھے ہوئے ہونے کے اپنی اس صفت کے تحت اس دنیا میں ایسے لوگوں اور قوموں سے عموماً صَرفِ نظر کرتے ہوئے انہیں فوری نہیں پکڑتا۔ اگر وہ اس طرح رحم نہ کرے اور نرمی کا سلوک نہ کرے اور فوری سزا اور پکڑ اور انتقام کی صفات حرکت میں آجائیں تو دنیا میں کوئی فرد بشر باقی نہ بچے بلکہ پھر کوئی جاندار بھی باقی نہ بچتا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پر ایمان لانے والوں کو بھی اپنی صفات کے اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ ایک مومن کی یہی نشانی بتائی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں رنگین ہو۔

انبیاء کو اللہ تعالیٰ اپنی صفات سے وافر حصہ عطا فرماتا ہے تاکہ دنیا کی اصلاح کرسکیں، ان کے سامنے نمونہ بن سکیں اور آنحضرت ﷺ کو سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی صفات کا فہم و ادراک عطا ہوا اور آپ سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی صفات کے پرتَو بنے۔ لیکن وہ لوگ جو اسلام اور آنحضرت ﷺ سے بُغض رکھتے ہیں، کینہ رکھتے ہیں اُن کو اُن کے اِن بغضوں اور کینوں نے اندھا کردیا ہے۔ ان کو آپ ﷺ کی ذات میں اللہ تعالیٰ کی ان صفات کا اظہار نظر ہی نہیں آتا۔ آنحضرت ﷺ نے امت کو کیا نصیحتیں کیں اور اس صفت کے حوالے سے آپؐ کے عمل کیا تھے (اس ضمن میں) آج مَیں صفت حلیم کے حوالے سے بعض احادیث پیش کروں گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''ایک دفعہ ایک ایلچی حضرت رسول کریم ﷺ کے پاس آیا۔ وہ بار بار آپؐ کی ریش مبارک کی طرف ہاتھ بڑھاتا تھا''۔ داڑھی کی طرف ہاتھ بڑھاتا تھا'' اور حضرت عمرؓ تلوار کے ساتھ اس کا ہاتھ ہٹاتے تھے۔ آخر حضرت عمرؓ کو آنحضرت ﷺ نے روک دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ یہ ایسی گستاخی کرتا ہے کہ میرا جی چاہتا ہے اس کو قتل کردوں مگر آنحضرت ﷺ نے اس کی تمام گستاخی حلم کے ساتھ برداشت کی''۔ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 324 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)۔ آپؐ نے فرمایا نہیں، سختی نہیں کرنی۔

آنحضرت ﷺ کے حسن خلق اور صفتِ حلیم کا اظہار ایک اور روایت میں اس طرح ملتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں۔ (یہ لمبی حدیث ہے، خلاصہ بیان کرنے کی کوشش کروں گا) کہ زید بن سَعْنہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں تشریف لائے۔ وہ یہودی عالم کہتے ہیں کہ جب میں نے آنحضرت ﷺ کے چہرے کو دیکھا تو اس میں نبوت کی تمام علامات مجھے نظر آئیں۔ سوائے دو باتوں کے جن کا مجھے پتہ نہیں چلتا تھا۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس نبی کا حلم اس کے غصے پر غالب ہوگا اور دوسری بات یہ کہ جتنا زیادہ اس کو غصہ دلایا جائے اور اس کی گستاخی کی جائے اتنا ہی زیادہ وہ حلم اور بردباری دکھائے گا۔ تو کہتے ہیں کہ میں اس جستجو میں رہا کہ مجھے کوئی موقع ملے تو میں ان دو علامتوں کی بھی پہچان کروں کہ آیا آپؐ میں ہیں کہ نہیں اور کیا آپؐ حقیقت میں وہی نبی ہیں جن کے آنے کی پیشگوئی تھی؟

وہ کہتے ہیں ایک دن ایک سوار آیا جو بدوی تھا، دیہاتی تھا۔ اس نے کہا کہ یارسول اللہ! ﷺ بنوفلاں کے گاؤں بُصریٰ کے لوگ مسلمان ہوگئے ہیں اور میں نے ان سے کہا تھا کہ اگر وہ مسلمان ہوجائیں تو ان کو وافر رزق ملے گا۔ اب حالات یہ ہیں کہ بارش کی کمی کی وجہ سے قحط کا شکار ہوگئے ہیں اور مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ پھر لالچ میں آکر کسی اور سے یہ رزق لے کر یا مدد لے کر اسلام سے باہر نہ نکل جائیں۔ کیونکہ لگتا تھا کہ وہ کسی لالچ میں ہی اسلام لائے ہیں۔ تو آپ مہربانی کریں اور مناسب سمجھیں تو ان کی کچھ مدد اور دلداری فرمائیں۔ اس نے جب یہ آنحضرت ﷺ سے عرض کیا، اُس وقت آنحضور ﷺ کے ہمراہ حضرت علیؓ تھے۔ حضرت علیؓ سے آپؐ نے پوچھا تو انہوں نے کہا اس وقت ایسی کوئی چیز نہیں ہے جو مدد کے طور پر بھیجی جاسکے۔ تو زید بن سَعْنہ نے کہا کہ اے محمد ﷺ کہ اگر بنوفلاں کے باغ کی کھجوریں ایک طے شدہ پروگرام کے تحت مجھے بیچ سکتے ہوں تو مَیں ان کی مدد کرسکتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کہ اے یہودی! طے شدہ مقدار اور مدت کی شرط پر کھجوریں تو بیچ سکتا ہوں لیکن یہ شرط نہیں مان سکتا کہ یہ کھجوریں فلاں کے باغ کی ہی ہوں۔ خیر انہوں نے کہا ٹھیک ہے۔ معاہدہ ہوگیا۔ انہوں نے اپنی تھیلی کھولی اور سونے کے 80 مثقال ان کھجوروں کی قیمت کے طور پر پیشگی دے دیئے کہ فلاں وقت میں یہ ادائیگی ہوگی۔ آپ نے وہ رقم اس کو دی کہ جاؤ لوگوں میں برابر کی تقسیم کردو۔ یہ زید بن سعنہ کہتے ہیں کہ اس قرض کی واپسی میں یا جو سودا ہوا تھا جس کے بدلے کھجوریں لینی تھیں، ان کھجوروں کی ادائیگی میں کچھ دن باقی تھے تو میں آنحضرت ﷺ کے پاس گیا اور آپ کا گریبان پکڑ لیا اور چادر کھینچی اور بڑے غصے کی حالت میں کہا کہ اے محمد! ﷺ کیا میرا حق ادا نہیں کرو گے؟ پھر کہتے ہیں مَیں نے کہا خدا کی قسم! بنوعبدالمطلب کی اس عادت کو میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ قرض

ادا کرنے میں بڑے بُرے ہیں اور تمہاری ٹال مٹول کی عادت کا بھی مجھے علم ہے۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو پاس ہی بیٹھے تھے اُن سے رہا نہ گیا اور بڑے غصے سے انہوں نے اس کو دیکھا اور کہا کہ اے اللہ کے دشمن! اللہ کے رسول ﷺ سے تُو ایسا کہتا ہے جو مَیں سن رہا ہوں۔ اس طرح گستاخی سے پیش آتا ہے جس طرح میں دیکھ رہا ہوں۔ اُس خدا کی قسم جس نے ان کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ اگر مجھے ان کا ڈر نہ ہوتا تو میں اپنی تلوار سے تیرا سر اڑا دیتا۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ بڑے اطمینان اور تسلی سے بیٹھے حضرت عمرؓ کی طرف دیکھ رہے تھے۔ پھر آپؐ مسکرائے اور آپؐ نے فرمایا کہ اے عمر! اس غصہ کی بجائے تم مجھے بھی کہو کہ حقدار کا حق ادا کرو اور اس کو بھی کہو کہ جو قرض کا تقاضا ہے یا حق کا تقاضا ہے اس کے کوئی اصول اور طریقے ہوتے ہیں، اسے پیار سے سمجھاؤ۔ اور فرمایا کہ جاؤ اس کو لے جاؤ اور جو معاہدہ ہوا تھا اس سے اس کو 20 صاع زیادہ کھجوریں دے دینا۔ (صاع ایک پیمانہ ہے)۔ کہتے ہیں میں حضرت عمرؓ کے ساتھ گیا اور انہوں نے زائد کھجوریں مجھے دیں۔ میں نے پوچھا عمر یہ زائد کس لئے؟ انہوں نے کہا آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ جو سختی میں نے کی تھی اس کے بدلے میں تمہیں زائد دوں۔ انہوں نے حضرت عمرؓ سے پوچھا کہ تم جانتے ہو کہ میں کون ہوں؟ انہوں نے کہا نہیں، میں تو نہیں جانتا۔ زید بن سعنہ نے کہا کہ میں زید بن سعنہ ہوں۔ حضرت عمرؓ نے کہا وہی یہودی عالم؟ اس نے جواب دیا ہاں میں وہی ہوں۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اتنے بڑے عالم ہو کر رسول اللہ ﷺ کی گستاخی کا یہ طریق تم نے اختیار کیا ہے؟ اس پر میں نے کہا کہ اس شخص کو دیکھ کر (آنحضرت ﷺ کو دیکھ کر) جتنی بھی نبوت کی علامات تھیں وہ مجھے نظر آ رہی تھیں۔ لیکن دو علامات کا مجھے پتہ نہیں چلتا تھا۔ ایک یہ کہ کیا اس نبی کا حلم اس کے غصہ پر غالب ہے؟ اور دوسرے یہ کہ جتنا زیادہ ان سے تلخی یا جہالت سے پیش آیا جائے اتنا ہی زیادہ وہ حلم اور بردباری سے پیش آئیں گے۔ اب مجھے موقع ملا تھا تو مَیں نے آزمایا اور مَیں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ مَیں اللہ کو اپنا ربّ اور اسلام کو اپنا دین اور محمد ﷺ کو رسول مانتا ہوں۔ اور اس خوشی میں میرا آدھا مال اُمّت مسلمہ کے لئے ہے۔ آنحضرت ﷺ کے اس حلم کو دیکھ کر وہ یہودی عالم اسلام لے آئے اور پھر کئی جنگوں میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے، غزوہ تبوک سے واپس آتے ہوئے راستے میں انہوں نے وفات پائی تھی۔

(مستدرک مع التلخیص ۔ کتاب معرفة الصحابة باب ذکر اسلام زید بن سعنه جلد 3صفحه605-604)

یہ آنحضرت ﷺ کا خلق اور حلم ہے کہ دشمن یا مخالف سے حسن سلوک اس طرح ہے کہ باوجود اس کے کہ جو معاہدہ ہے اس کے پورے ہونے میں ابھی کچھ دن باقی ہیں لیکن پھر بھی بڑی نرمی سے، بڑے پیار سے، قرض خواہ کا قرض اس کو واپس کیا اور نہ صرف واپس کیا بلکہ زائد دیا۔ یہ کوئی ایک دو واقعات نہیں ہیں بلکہ بے شمار ایسے واقعات ہیں جو روایات میں ہیں اور لاکھوں ایسے واقعات ہوں گے جو ہم تک پہنچے ہی نہیں۔

آپ کے حلم کا ایک اور روایت میں یوں ذکر آتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کا قرض ادا کرنا تھا۔ وہ آپؐ کے ساتھ بڑی سختی سے پیش آیا۔ اس پر صحابہؓ اسے مارنے کے لئے لپکے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قرض لینے والا بات کرنے کا حق رکھتا ہے۔ (اسے کوئی جانور دینا تھا، اونٹ یا بکری وغیرہ جو بھی تھا)۔ آپؐ نے فرمایا اس شخص کے لئے اس عمر کا جانور اسے خرید کر دے دو جس عمر کا اس نے وصول کرنا ہے۔ تو صحابہؓ نے عرض کیا کہ ہمارے پاس اس کے جانور سے بڑی عمر کا جانور موجود ہے۔ آپؐ نے فرمایا تم وہ خرید کر اسے دے دو کیونکہ تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو عمدگی سے قرض ادا کرتا ہے۔ (اور کوئی سختی نہیں کرنی)۔

(مسلم کتاب المساقاة باب من استسلف شيئا فقضى خيرا منه ۔حديث نمبر4001)

حلم کے معنی برداشت کرنے کے ہیں اور مہربان کے بھی ہیں۔ ان دونوں مثالوں سے آنحضرت ﷺ کی برداشت اور مہربانی دونوں ظاہر ہوتے ہیں۔

پھر گھریلو معاملات میں ایک مثال ہے کہ کس طرح غصہ کو برداشت کرتے تھے اور آپؐ اس طریق سے تربیت بھی فرماتے تھے کہ دوسرے کو احساس بھی ہو جائے اور سختی بھی نہ کرنی پڑے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ بنی سُواءۃ کے ایک شخص نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ مجھے آنحضرت ﷺ کے اخلاق فاضلہ کے بارے میں بتائیں۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ کیا تم نے قرآن کریم میں نہیں پڑھا وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ (القلم:4) پھر آپؓ فرمانے لگیں کہ ایک مرتبہ آنحضور ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ تھے۔ میں نے آپؐ کے لئے کھانا تیار کیا اور حضرت حفصہؓ نے بھی کھانا تیار کیا اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھ سے پہلے کھانا تیار کر کے بھجوا دیا تو میں نے اپنی خادمہ کو کہا کہ جاؤ اور حفصہؓ کے کھانے کے برتن انڈیل دو۔ اس نے حضور ﷺ کے سامنے کھانے کا پیالہ رکھتے ہوئے وہ کھانا انڈیل دیا۔ اس طرح انڈیلا کہ پیالہ بھی ٹوٹ گیا اور کھانا بھی نیچے گر گیا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے پیالے کے ٹکڑوں کو جمع کیا اور کھانے کو جمع کیا اور ایک چمڑے کے دستر خوان پر جو وہاں پر پڑا تھا اس کو رکھا اور وہاں سے اس بچے ہوئے کھانے کو کھایا اور پھر میرا پیالہ حضرت حفصہؓ کی طرف لوٹاتے ہوئے فرمایا کہ اپنے برتن کے عوض یہ برتن رکھ لو اور کھانا بھی کھاؤ۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے چہرہ مبارک پر اس وقت کوئی غصہ کے آثار نہیں تھے۔

(سنن ابن ماجه۔ کتاب الاحکام ۔باب الحکم فیمن کسر شیئا۔ حدیث 2333)

آپؐ نے اس ایک فعل سے خادموں کو بھی نصیحت کر دی اور حضرت عائشہؓ کو بھی کہ آپس میں سوکناپے جائز حد تک رہنے چاہئیں بلکہ ایک دوسرے کی دشمنی ہونی ہی نہیں چاہئے۔ یہ جو عظیم اسوہ آپؐ نے اپنے ہر کام میں قائم کیا یہ صرف اس زمانے کے لوگوں کے لئے نہیں تھا بلکہ یہ اسوہ جو آپؐ نے قائم کیا، یہ اسوہ ہمارے لئے رہتی دنیا تک ایک نمونہ ہے اور ہمارے عمل کرنے کے لئے ہے۔ صرف یہی نہیں کہ ہم پڑھ لیں اور سن لیں اور اس سے لطف اندوز ہو جائیں اور جب وقت آئے تو اس کی اہمیت بھول جائیں۔

کئی شکایات آتی ہیں۔ ذرا سی غلطی پر مالک اپنے ملازموں کے ساتھ انتہائی بدترین سلوک کرتے ہیں۔ اسی طرح بعض خاوند اپنی بیویوں کے ساتھ بڑے ظالمانہ سلوک کرتے ہیں۔ غلط طریق سے مارتے ہیں۔ بعضوں کے اس حد تک کیس ہیں کہ ان کو ہسپتال جانا پڑتا ہے۔ یورپ میں تو بعض دفعہ پھر پولیس بھی آ کر پکڑ لیتی ہے۔ پھر مقدمات کا ایک نیا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ تو گھر والوں سے نرمی اور پیار اور حسن سلوک کرنا جو آپؐ کی سنّت ہے وہ ہمارے لئے عمل کرنے کے لئے ہے۔ بلکہ بعض دفعہ تو اس پہ یہ بھی زیادتی ہو جاتی ہے کہ صرف خاوند نہیں بلکہ اس کے رشتہ دار بھی اس جھگڑے میں شامل ہو جاتے ہیں۔ نندیں اور ساسیں بھی مارنا شروع کر دیتی ہیں۔ تو بہرحال اس بات سے احتیاط کرنی چاہئے اور ہمیشہ غصہ کو دبانے کے لئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر آدمی غصّہ میں کھڑا ہے تو بیٹھ جائے اور اگر بیٹھا ہے تو لیٹ جائے۔ استغفار پڑھے۔ لاحول پڑھے۔ ٹھنڈا پانی ڈالے۔ وضو کرے تو یہ ساری نشانیاں اس لئے بتائی ہیں کہ ان پر عمل کرو۔

پھر غیروں کی زیادتیوں سے کس طرح آپ نے درگزر کیا۔ کس طرح آپ ان سے حسن سلوک کرتے تھے۔ حلم کی آپؐ نے کیا مثال قائم کی۔ جب آپؐ فتحیاب جرنیل ہوئے تو ایک نئی شان سے یہ واقعات نظر آتے ہیں۔

فتح مکہ کے موقع پر رسول کریم ﷺ نے خانہ کعبہ کے دروازے پر کھڑے ہو کر فرمایا: اے قریش کے گروہ! تم مجھ سے کس قسم کے سلوک کی امید رکھتے ہو؟ انہوں نے کہا: خیر کی۔ آپ ہمارے معزز بھائی ہیں اور ایک معزز بھائی کے بیٹے ہیں۔ اس پر رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ اِذْهَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ۔ کہ جاؤ تم آزاد ہو۔

(السيرة النبوية لابن ہشام۔صفحه744 دخول الرسول ﷺ الحرم مطبع دارالکتب العلمیه بیروت۔طبع اول 2001)

فتح مکہ کے موقعہ پر ہی پھر ایک واقعہ کا ذکر ہے ایک معاند اسلام صفوان بن امیہ (مکہ سے بھاگ کر) جدہ کی طرف چلے گئے تاکہ وہاں سے پھر یمن کی طرف چلے جائیں۔ تو عُمیر بن وھب رضی اللہ عنہ نے رسول کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! صفوان بن امیہ اپنی قوم کا سردار ہے لیکن آپ سے خوفزدہ ہو کر وہ یہاں سے بھاگ گیا ہے اور اپنے آپ کو سمندر میں ڈال رہا ہے آپ اسے امان بخشیں۔ اس پر رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ اسے امان دی جاتی ہے۔ تو عمیر بن وھب رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے کوئی ایسی نشانی عطا فرمائیں جسے دیکھ کر وہ آپؐ کی امان کو پہچان لے۔ تو رسول کریم ﷺ نے وہ عمامہ اس کو دیا جو مکہ میں داخل ہوتے وقت آپ نے سر پر پہن رکھا تھا۔ یہ عمامہ ساتھ لے کر صفوان کی طرف روانہ ہوئے وہ انہیں راستے میں ملے۔ اس وقت صفوان سفر اختیار کرنے اور جہاز پر چڑھنے والے تھے۔ انہوں نے اس سے کہا کہ خدا کا خوف کر اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈال۔ میں رسول کریم ﷺ کی امان کو لے کر آیا ہوں۔ صفوان نے کہا۔ تیرا بُرا ہو، میرے پاس سے دُور ہو اور میرے سے بات نہ کرو۔ اس پر انہوں نے کہا کہ تمہیں پتہ نہیں کہ آنحضرت ﷺ سب لوگوں سے افضل ہیں اور سب لوگوں سے زیادہ نیک سلوک کرنے والے ہیں۔ لوگوں میں سب سے زیادہ حلیم طبیعت کے مالک ہیں۔ لوگوں میں سب سے زیادہ بہترین ہیں اور تیرے چچا زاد ہیں۔ ان کی عزت تیری عزت اور ان کا شرف تیرا شرف ہے اور ان کی بادشاہت تیری بادشاہت ہے۔ تو اس پر صفوان نے کہا کہ میں اپنے دل میں ان کا خوف رکھتا ہوں۔ مجھے ان سے خوف ہے۔ عمیر نے تسلی دی کہ وہ بہت زیادہ حلیم اور کریم ہیں۔ تم سوچ بھی نہیں سکتے۔ خیر عمیر واپس لوٹے یہاں تک کہ رسول کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو صفوان نے کہا کہ عمیر کہتا ہے کہ آپ نے مجھے امان بخشی ہے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہاں سچ کہتا ہے۔ صفوان نے پھر عرض کی کہ مجھے دو ماہ کی مہلت دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں اس بارے میں چار ماہ کی مہلت دی جاتی ہے۔

(السيرة النبوية لابن ہشام ۔ذکر تحطيم الاصنام صفحه747 طبع اول 2001دارالکتب العلمیه بیروت۔لبنان)

یعنی تمہیں مہلت ہے۔ یہ نہ سمجھو کہ صرف اسلام قبول کرنے کی شرط پر تمہیں امان دی گئی ہے۔

جیسا کہ مَیں نے کہا تھا کہ یہ اُسوہ آنحضرت ﷺ نے ہمارے عمل کے لئے ہمیں ہر بارے میں قائم کرکے دکھایا۔ اس بارے میں حلم اور برداشت اور مہربانی کی مزید چند احادیث ہیں کہ آپ اپنی امت سے کیا توقعات رکھتے تھے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ طاقتور پہلوان وہ شخص نہیں جو دوسرے کو پچھاڑ دے۔ اصل پہلوان وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھتا ہے۔

(بخاری کتاب الادب باب الحذر عن الغضب 6114)

پھر ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت سلیمان بن صُرَدؓ بیان کرتے ہیں کہ میں آنحضرت ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور دو آدمی قریب ہی جھگڑ رہے تھے ان میں سے ایک کا چہرہ سرخ ہو چکا تھا اور اس کی رگیں پھولی ہوئی تھیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا میں ایسی بات جانتا ہوں کہ اگر وہ اس بات کو کہے تو اس کی یہ کیفیت جاتی رہے گی۔ اور وہ بات یہ ہے کہ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ کہ میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں دھتکارے ہوئے شیطان سے۔ تو اس کا غصہ جاتا رہے گا۔ اس پر لوگوں نے اس جھگڑنے والے کو کہا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ تُو شیطان سے اللہ کی پناہ میں آ تو تیرا غصہ ٹھیک ہو جائے گا۔

(بخاری کتاب بدء الخلق باب صفة ابلیس وجنودہ 3282)

پھر حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی کہ مجھے کوئی نصیحت کریں۔ آپؐ نے فرمایا تو غصہ نہ کیا کر۔ اس نے کئی مرتبہ پوچھا اور آپؐ نے ہر مرتبہ یہی جواب دیا کہ غصہ نہ کیا کر۔ (بخاری کتاب الادب باب الحذر من الغضب 6116)

بعض لوگ بات بات پر غصہ میں آ جاتے ہیں۔ مغلوب الغضب ہو کر دوسروں کو نقصان پہنچاتے ہیں اور اپنے آپ کو بھی مشکل میں ڈال لیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے یہ نصیحت خاص طور پر یاد رکھنے والی ہے۔ ورنہ غصہ تو ہر ایک کو کچھ نہ کچھ آتا ہی ہے۔ انسانی فطرت ہے۔ آنحضرت ﷺ کے بارے میں آتا ہے کہ آپ کو کبھی غصہ آیا تو اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر اور اللہ تعالیٰ کے تقدس کی خاطر۔ اس کے علاوہ کبھی ذاتی معاملات میں آنحضرت ﷺ کو غصہ نہیں آیا۔

پھر آپؐ نے ایک جگہ نصیحت کرتے ہوئے فرمایا جس کی روایت حضرت ابوہریرہؓ سے ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرتا ہوں اور وہ مجھ سے قطع تعلق کرتے ہیں۔ میں ان سے حسن سلوک سے پیش آتا ہوں اور وہ میرے ساتھ بدسلوکی کرتے ہیں۔ میں ان کے ساتھ حلم کے ساتھ پیش آتا ہوں اور وہ میرے ساتھ جہالت کے ساتھ برتاؤ کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا اگر تُو ایسا ہی کرتا ہے جیسا کہ تُو نے کہا تو تُو ان پر خاک ڈالتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تیرے لئے ان کے خلاف اس وقت تک ایک مددگار رہے گا جب تک تو اس حالت پر قائم رہے گا۔

(مسلم کتاب البر والصلة۔ باب صلة الرحم و تحریم قطیعتھا)

بجائے اس کے کہ خود انسان بدلے لے کر شیطان کی گود میں چلا جائے اللہ تعالیٰ سے مدد لینے کی ضرورت ہوتی ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت سہل اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے غصہ کو دبایا حالانکہ وہ اس بات کی استطاعت رکھتا ہو کہ غصہ کو نافذ کر سکے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو مخلوقات کے سامنے بلائے گا۔ (یہ دکھانے کے لئے کہ یہ شخص میرا قریب ترین ہے)۔

(ترمذی کتاب البر والصلة باب فی کظم الغیظ۔ حدیث نمبر 2021)

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں ایسے کلمات نہ سکھاؤں اگر تو انہیں کہے تو بخش دیا جائے گا اگر واقعی تیری قسمت میں بخشش ہوگی۔ اور وہ کلمات یہ ہیں کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں جو حلیم اور کریم ہے۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں جو بلند شان والا ہے اور عظمت والا ہے۔ پاک ہے اللہ جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے اور عرش عظیم کا رب ہے۔ ہر قسم کی تعریف کا مستحق اللہ ہی ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

(مسند احمد بن حنبل۔ مسند علی بن ابی طالب۔ جلد اول صفحہ 282 حدیث نمبر 92/1,712)

تو یہ دعائیں ایسی ہیں جو بخشش کا سامان کرتی ہیں۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اَشَجّ عبدالقیس کو مخاطب کرکے فرمایا کہ تم میں دو خوبیاں ایسی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے ان میں سے ایک حلم ہے اور ایک وقار۔

(مسلم کتاب الایمان۔ باب الامر بالایمان باللہ......حدیث نمبر 26)

پس جیسا کہ ہم نے لغت میں بھی دیکھا۔ مَیں نے معنی بتائے تھے کہ حلم کے معنی ہیں رحم کرنا، معاف کرنا، برداشت کرنا، دوسروں سے مہربانی سے پیش آنا۔ غصے کو دبانا۔ اور یہ ایسی خصوصیات ہیں جو معاشرے کے امن کے لئے انتہائی ضروری ہیں اور روحانیت کی ترقی کے لئے بھی انتہائی ضروری ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے کے لئے بھی بہت اہم ہیں۔ پس ان کو ہر احمدی کو اختیار کرنا چاہئے۔

اس زمانے میں آنحضرت ﷺ کے غلام صادق نے ہمارے سامنے اعلیٰ خُلق کے کیا نمونے پیش فرمائے ان میں سے چند ایک کا مَیں ذکر کرتا ہوں۔ سب سے پہلے تو یہ کہ گھر کے سکون کے لئے اس صفت کے اظہار کی آپؑ نے کس طرح تلقین فرمائی۔ عورتوں کے ساتھ حسن معاشرت کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ:

’’فحشاء کے سوا باقی تمام کج خلقیاں اور تلخیاں عورتوں کی برداشت کرنی چاہئیں‘‘۔

اور فرمایا کہ: ’’ہمیں تو کمال بےشرمی معلوم ہوتی ہے کہ مرد ہو کر عورت سے جنگ کریں۔ ہم کو خدا نے مرد بنایا ہے اور درحقیقت یہ ہم پر اتمام نعمت ہے۔ اس کا شکر یہ ہے کہ ہم عورتوں سے لطف اور نرمی کا برتاؤ کریں‘‘۔

ایک دفعہ ایک دوست کی درشت مزاجی اور بدزبانی کا ذکر ہوا اور شکایت ہوئی کہ وہ اپنی بیوی سے سختی سے پیش آتا ہے۔ حضورؑ اس بات پر بہت رنجیدہ خاطر ہوئے اور فرمایا کہ:

’’ہمارے احباب کو ایسا نہ ہونا چاہئے‘‘۔ اور پھر بہت دیر تک آپ نے عورتوں کے ساتھ سلوک پر نصیحتیں فرمائیں۔ (ملفوظات جلد اول۔ صفحہ 307 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

پھر آپؑ اپنے خادموں کے ساتھ کس طرح حلم اور برداشت کے ساتھ پیش آیا کرتے تھے۔ حافظ حامد علی مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک خادم تھے۔ حضرت یعقوب علی صاحب عرفانیؓ نے لکھا ہے کہ ’’وہ حضرت اقدس کی خدمت میں عرصہ دراز تک رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد صدر انجمن احمدیہ نے آخر عمر میں انہیں پنشن دے دی تھی۔ اور وہ قادیان میں رہنے کے لئے ایک مختصر سی دکان کرتے تھے۔..........حضرت مسیح موعودؑ کے اخلاق اور برتاؤ کا جو حضور حافظ صاحب سے کرتے تھے ان پر ایسا اثر تھا کہ وہ بار ہا ذکر کرتے ہوئے کہا کرتے ’’مَیں نے تو ایسا انسان کبھی دیکھا ہی نہیں‘‘۔ بلکہ زندگی بھر حضرت کے بعد کوئی انسان اخلاق کی اس شان کا نظر نہیں آتا۔

حافظ صاحب کہتے تھے کہ ’’مجھے ساری عمر میں کبھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہ جھڑکا اور نہ سختی سے خطاب کیا۔ بلکہ میں بڑا ہی سست تھا اور اکثر آپؑ کے ارشادات کی تعمیل میں دیر بھی کر دیا کرتا تھا‘‘۔ (ماخوذ از سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ مصنفہ شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ۔ صفحہ 349)

لیکن کبھی سوال ہی پیدا نہیں ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سختی کی ہو۔

پھر انسان پہ صحت اور بیماری کا دور بھی آتا ہے۔ بیماری میں چڑ چڑا پن بھی پیدا ہو جاتا ہے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جن کو اس زمانے کی اصلاح کے لئے آنحضرت ﷺ کی غلامی میں اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا تھا۔ آپ کا اس زمانے میں کیا رویہ ہوتا تھا۔ اس بارے میں روایت سنیں۔

حضرت مولوی عبدالکریم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آپؑ کو سخت درد سر ہو رہا تھا۔ اور میں بھی اندر آپ کے پاس بیٹھا تھا۔ اور پاس حد سے زیادہ شور وغل برپا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ آپ کو اس شور سے تکلیف تو نہیں ہوتی؟ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ہاں اگر یہ چپ ہو جائیں تو آرام ملتا ہے۔ تو میں نے عرض کیا کہ جناب کیوں حکم نہیں کرتے۔ فرمایا آپ ان کو نرمی سے کہہ دیں۔ میں تو کہہ نہیں سکتا۔ بڑی بڑی سخت بیماریوں میں الگ ایک کوٹھڑی میں پڑے ہیں اور ایسے خاموش پڑے ہیں گویا مزہ میں سو رہے ہیں۔ کسی کا گلہ نہیں کہ تو نے ہمیں کیوں نہیں پوچھا۔ اور تو نے ہمیں پانی نہیں دیا اور تُو نے ہماری خدمت نہیں کی‘‘۔ بیماری میں بھی آرام سے لیٹے رہتے تھے۔ کسی سے کوئی شکوہ نہیں ہوتا تھا۔ پھر کہتے ہیں کہ ’’مَیں نے دیکھا ہے کہ ایک شخص بیمار ہوتا ہے اور تمام تیمار دار اس کی بدمزاجی اور چڑچڑاپن سے اور بات بات پر بگڑ جانے سے پناہ مانگ اٹھتے ہیں‘‘۔ بعض دفعہ ایسی بیماری میں گالیاں بھی دیتا ہے۔ ’’اسے گالی دیتا ہے۔ اسے گھورتا ہے اور بیوی کی تو شامت آ جاتی ہے۔ بیچاری کو نہ دن کو آرام اور نہ رات کو چین۔ کہیں تکان کی وجہ سے ذرا اونگھ آ گئی ہے۔ بس پھر کیا خدا کی پناہ۔ آسمان کو سر پر اٹھا لیا۔ وہ بیچاری حیران ہے۔ ایک تو خود چُور چُور ہو رہی ہے اور ادھر یہ فکر لگ گئی ہے کہ کہیں مارے غضب وغیظ کے اس بیمار کا کلیجہ پھٹ نہ جائے‘‘۔ غصے میں مجھے تو جو کہہ رہا ہے کہہ رہا ہے اس کی اپنی بیماری نہ بڑھ جائے۔‘‘ غرض جو کچھ بیمار اور بیماری کی حالت ہوتی ہے۔ خدا کی پناہ کون اس سے بےخبر ہے۔ برخلاف اس کے سالہا سال سے دیکھا اور سنا ہے کہ جو طمانیت اور جمعیت اور کسی کو بھی آزار نہ دینا۔ حضرت (یعنی حضرت مسیح

موعودؑ) کے مزاج مبارک کو صحت میں حاصل ہے۔ وہی سکون حالت بیماری میں بھی ہے۔ اور جب بیماری سے افاقہ ہوا معاً وہی خندہ رُوئی، کشادہ پیشانی اور پیار کی باتیں ہیں‘‘۔ کہتے ہیں: ’’میں بسا اوقات عین اس وقت پہنچا ہوں جبکہ ابھی ابھی سر درد کے لمبے اور سخت دورہ سے آپؑ کو افاقہ ہوا۔ آنکھیں کھول کر میری طرف دیکھا ہے تو مسکرا کر دیکھا ہے۔ اور فرمایا ہے اب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ اس وقت مجھے ایسا معلوم ہوا‘‘۔ جب بیماری کے بعد فوری طور پر پہنچا اور آپ کو دیکھا ’’کہ گویا آپ کسی بڑے عظیم الشان دلکشا نُزھت افزاء باغ کی سیر سے واپس آئے ہیں‘‘ یعنی بہت خوبصورت اور دل کو اچھا لگنے والے کسی باغ کی سیر سے واپس آ رہے ہیں اور اس وجہ سے ’’جو یہ چہرہ کی رنگت اور چمک دمک اور آواز میں خوشی اور لذت ہے‘‘۔

(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام از مولانا عبدالکریمؓ صاحب سیالکوٹی صفحہ22-23 پبلشر ابوالفضل محمود قادیان)

پھر مخالفین کے ساتھ آپ کا حلم کیا تھا۔ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب نے ہی بیان کیا کہ:

’’محبوب رایوں والے مکان کا واقعہ ہے۔ ایک جلسہ میں جہاں تک مجھے یاد ہے۔ ایک برہمو لیڈر (غالباً اناش موزمدار بابو تھے) حضرت سے کچھ استفسار کر رہے تھے اور حضرت جواب دیتے تھے۔ اسی اثناء میں ایک بدزبان مخالف آیا اور اس نے حضرت کے بالمقابل نہایت دلآزار اور گندے حملے آپ پر کئے۔ وہ نظارہ میرے اس وقت بھی سامنے ہے۔ آپ منہ پر ہاتھ رکھے ہوئے جیسا کہ اکثر آپ کا معمول تھا کہ پگڑی کے شملہ کا ایک حصہ منہ پر رکھ کر یا بعض اوقات صرف ہاتھ رکھ کر بیٹھ جایا کرتے تھے۔ خاموش بیٹھے رہے اور وہ شورِ پشت بکتا رہا‘‘۔ مغلظات بکتا رہا۔ ’’آپ اس طرح پرمست اور مگن بیٹھے تھے کہ گویا کچھ ہو نہیں رہا‘‘۔ یا کوئی نہیں ہے۔ یا اس طرح بیٹھے تھے کہ گویا ’’کوئی نہایت شیریں مقال گفتگو کر رہا ہے ‘‘۔ اچھی اچھی باتیں سنا رہا ہے۔ ’’برہمو لیڈر نے اسے منع کرنا چاہا مگر اس نے پرواہ نہ کی۔ حضرت (مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے ان کو فرمایا کہ آپ اسے کچھ نہ کہیں، کہنے دیجئے۔ آخر وہ خود ہی بکواس کر کے تھک گیا اور اٹھ کر چلا گیا۔ برہمو لیڈر بے حد متاثر ہوا اور اس نے کہا کہ یہ آپ کا بہت بڑا اخلاقی معجزہ ہے۔ اس وقت حضور اسے چپ کرا سکتے تھے۔ اپنے مکان سے نکال سکتے تھے اور بکواس کرنے پر آپ کے ایک ادنیٰ اشارے سے اس کی زبان کاٹی جا سکتی تھی۔ مگر آپ نے اپنے کامل حلم اور ضبطِ نفس کا عملی ثبوت دیا‘‘۔

(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ مصنفہ شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ۔ صفحہ443-444)

پھر حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی لکھتے ہیں کہ:

’’جالندھر کے مقام پر وہ (میر عباس علی صاحب۔ ناقل) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور بیٹھے ہوئے اعتراضات کر رہے تھے۔ حضرت مخدوم الملت مولانا عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ بھی اس مجلس میں موجود تھے‘‘۔ کہتے ہیں ’’مجھے خود انہوں نے ہی یہ واقعہ سنایا۔ مولانا نے فرمایا کہ میں دیکھتا تھا کہ میر عباس علی صاحب ایک اعتراض کرتے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نہایت شفقت رأفت اور نرمی سے اس کا جواب دیتے تھے اور جوں جوں حضرت صاحب اپنے جواب اور طریقِ خطاب میں نرمی اور محبت کا پہلو اختیار کرتے میر صاحب کا جواب بڑھتا جاتا یہاں تک کہ وہ کھلی کھلی بے حیائی اور بے ادبی پر اتر آیا اور تمام تعلقات دیرینہ اور شرافت کے پہلوؤں کو ترک کر کے تُو تُو مَیں مَیں پر آ گیا‘‘۔ کہتے ہیں ’’میں دیکھتا تھا کہ حضرت مسیح موعو علیہ السلام اس حالت میں اسے یہی فرماتے۔ جناب میر صاحب آپ میرے ساتھ چلیں۔ میرے پاس رہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے لئے کوئی نشان ظاہر کر دے گا اور آپ کی رہنمائی کرے گا۔ وغیرہ وغیرہ۔ مگر میر صاحب کا غصہ اور بے باکی بہت بڑھتی گئی۔

مولوی صاحب کہتے ہیں میں حضرت کے حلم اور ضبطِ نفس کو دیکھتے ہوئے بھی میر عباس علی صاحب کی سُبک سری کو برداشت نہ کر سکا۔ اور میں جو دیر سے پیچ و تاب کھا رہا تھا اور اپنے آپ کو بے غیرتی کا مجرم سمجھ رہا تھا کہ میرے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر یہ اس طرح حملہ کر رہا ہے اور میں خاموش بیٹھا ہوں، مجھ سے نہ رہا گیا اور میں باوجود اپنی معذوری کے اس پر لپکا اور للکارا اور ایک تیز آوازہ اس پر کسا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اٹھ کر بھاگ گیا۔ حضرت مولوی صاحب فرماتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ضبطِ نفس اور حلم کا جو نمونہ دکھایا میں اسے دیکھتا تھا‘‘ اور بڑا پریشان تھا۔ ’’مگر مجھے خوشی بھی تھی کہ میں نے اپنے آپ کو بے غیرتی کا مجرم نہیں بنایا۔ کہ وہ میرے سامنے حضرت کی شان میں ناگفتنی بات کہے اور میں سنتا رہوں‘‘۔ کہتے ہیں کہ ’’گو بعد کی معرفت سے مجھ پر یہ کھلا کہ حضرت کا ادب میرے اس جوش پر غالب آنا چاہئے تھا‘‘۔ یعنی مجھے حضور کے سامنے بولنا نہیں چاہئے تھا۔

(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام مصنفہ شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ۔ صفحہ 445-444)

پھر مولوی صاحب عبدالکریم صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ:

’’مجلس میں آپ کسی دشمن کا ذکر نہیں کرتے۔ اور جو کسی کی تحریک سے ذکر آ جائے تو برے نام سے یاد نہیں کرتے۔ یہ ایک بیّن ثبوت ہے کہ آپ کے دل میں کوئی جلانے والی آگ نہیں۔ ورنہ جس طرح کی ایذاء قوم نے دی ہے اور جو سلوک مولویوں نے کیا ہے اگر آپ اسے واقعی دنیادار کی طرح محسوس کرتے تو رات دن کڑھتے رہتے اور ایرپھیر کر انہیں کا مذکور درمیان لاتے اور یوں حواس پریشان ہو جاتے اور کاروبار میں خلل آ جاتا‘‘۔ (سیرت مسیح موعود علیہ السلام از مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ صفحہ51-52 پبلشرز ابوالفضل محمود۔قادیان)

پھر لکھتے ہیں: ’’ایک روز فرمایا کہ میں اپنے نفس پر اتنا قابو رکھتا ہوں اور خدا تعالیٰ نے میرے نفس کو ایسا مسلمان بنایا ہے کہ اگر کوئی شخص ایک سال بھر میرے سامنے بیٹھ کر میرے نفس کو گندی سے گندی گالی دیتا رہے آخر وہی شرمندہ ہوگا۔ اور اسے اقرار کرنا پڑے گا کہ وہ میرے پاؤں جگہ سے اکھاڑ نہ سکا‘‘۔

(سیرت مسیح موعود علیہ السلام از مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ صفحہ51-52 پبلشرز ابوالفضل محمود۔قادیان)

پھر حضرت مولوی عبدالکریمؓ صاحب ایک اور واقعہ سناتے ہیں کہ ’’ایک روز ایک ہندوستانی جس کو اپنے علم پر بڑا ناز تھا‘‘۔ اور اپنے آپ کو بڑا تجربہ کار اور ہر طرح سے زمانے کو دیکھنے والا سمجھتا تھا۔........ ہماری مسجد میں آیا۔ حضرت سے آپ کے دعوے کی نسبت بڑی گستاخی سے بات کی اور تھوڑی گفتگو کے بعد اس نے کئی دفعہ کہا کہ آپ اپنے دعوے میں کاذب ہیں اور میں نے ایسے مکار بہت دیکھے ہیں اور میں تو ایسے کئی بغل میں دبائے پھرتا ہوں۔ غرض ایسے ہی بیباکانہ الفاظ کہے۔ مگر آپؑ کی پیشانی پر بل تک نہ آیا۔ بڑے سکون سے سنا کئے اور پھر بڑی نرمی سے اپنی باری پر بات کی، کسی کا کلام کیسا ہی بیہودہ اور بے موقع ہو اور کسی کا کوئی مضمون نظم یا نثر میں سے کیسا ہی بے ربط اور غیر موزوں ہو آپ سننے کے وقت یا بعد خلوت کبھی نفرت و ملامت کا اظہار نہیں کرتے تھے اور اکثر ایسا ہوتا تھا کہ جو ساتھ بیٹھے سننے والے ہوتے تھے اس دلخراش اور لغو کلام سے گھبرا کر اٹھ جاتے تھے اور آپس میں نفرین کے طور پر کانا پھوسی کرتے تھے اور مجلس کے برخاست ہونے کے بعد تو ہر ایک نے اپنے اپنے حوصلے اور ارمان بھی نکالے کہ کیا بیہودہ کلام ہے جو یہاں سنایا گیا۔ یا فلاں شخص نے کیسی بیہودہ باتیں کی ہیں۔ لیکن مظہر خدا کے حلیم اور شاکر ذات نے کبھی بھی ایسا کوئی اشارہ کنایہ نہیں کیا جس سے لگے کہ آپؑ کو بُرا لگا ہے۔ (ماخوذ از سیرت مسیح موعود علیہ السلام از مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ صفحہ44۔ پبلشرز ابوالفضل محمود۔قادیان)

1904ء کا ایک واقعہ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ سناتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس ایک گالیاں دینے والے اخبار کا تذکرہ آیا تو اس پر آپ نے فرمایا کہ صبر کرنا چاہئے۔ گالیوں سے کیا ہوتا ہے ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کے لوگ آپ کی مذمت کیا کرتے تھے اور آپ کو نعوذ باللہ مذمّم کہا کرتے تھے تو آپؐ ہنس کر فرمایا کرتے تھے کہ میں ان کی مذمت کو کیا کروں میرا نام تو اللہ تعالیٰ نے محمد رکھا ہوا ہے، صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اسی طرح اللہ نے مجھے بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اور میری نسبت فرمایا ہے۔ یَحْمَدُکَ اللّٰہُ مِنْ عَرْشِہٖ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے عرش سے تیری حمد کرتا ہے۔ یہ وحی براہین احمدیہ میں موجود ہے۔ (ماخوذ از سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ مصنفہ شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ۔ صفحہ450)

آپ پر غصہ دلانے والی ایسی باتیں اثر نہیں کرتی تھیں۔ جیسا کہ آپؑ نے فرمایا کہ مجھے صبر کی طاقت ہے۔ میرے میں وہ حلم ہے جس سے میں سب کچھ برداشت کرتا ہوں۔ اگر آپ چاہتے تو جواب دے سکتے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی صفت کا مظہر تھے اس لئے آپ ہمیشہ صبر سے کام لیتے تھے بلکہ آپ نے ایک شعر میں اس کا اظہار یوں کیا ہے ؎

گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

پھر حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ بیان کرتے ہیں کہ 1903ء فروری کا واقعہ ہے کہ

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

ایک ڈاکٹر صاحب لکھنؤ سے تشریف لائے اور بقول ان ڈاکٹر کے وہ بغدادی نسل کے تھے اور عرصہ سے لکھنؤ میں مقیم تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ چند احباب نے ان کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حالات دریافت کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال و جواب کا سلسلہ شروع کیا اور ان کے بیان میں شوخ، استہزاء اور بیبا کی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان باتوں کی کوئی پرواہ نہیں کی اور ان کی باتوں کا جواب دیتے تھے۔ ایک دفعہ باتیں کرنے کے موقع پر اس ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ آپ کا یہ دعویٰ ہے کہ عربی میں مجھ سے زیادہ فصیح کوئی نہیں لکھ سکتا کہ مَیں بہت اچھی عربی میں لکھ سکتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہاں میرا دعویٰ ہے۔ اس پر اس شخص نے بڑی شوخی اور استہزاء کے انداز میں کہا کہ بے ادبی معاف! آپ کی زبان سے تو قاف بھی نہیں نکل سکتا۔ کہتے ہیں میں اس مجلس میں موجود تھا۔ اس کا بات کرنے کا جو طریقہ تھا وہ بہت دکھ دینے والا تھا اور ایسا تکلیف دہ تھا کہ ہم لوگ برداشت نہیں کر سکتے تھے مگر حضرت کے حلم کی وجہ سے خاموش تھے۔ وہاں حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہید بھی بیٹھے تھے ان سے ضبط نہ ہو سکا اور اس کو انہوں نے ڈانٹا اور کہا کہ حضرت اقدس کا ہی حوصلہ ہے جو تمہیں برداشت کیا ہوا ہے۔ اس پر اس نے بھی کوئی جواب دیا اور یہاں تک حالت ہو گئی کہ لگتا تھا کہ دونوں گتھم گتھا ہو جائیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت صاحبزادہ صاحب کو روک دیا کہ نہیں۔ اس پر اس شخص نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مخاطب کر کے کہا کہ استہزاء اور گالیاں سننا انبیاء کا ورثہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہم تو ناراض نہیں ہوتے۔ یہاں تو خاکساری ہے۔ میں تو ناراض نہیں ہوتا۔ میری طرف سے تو صرف خاکساری ہے۔ اور جب اس نے قاف ادا نہ کرنے کا حملہ کیا تو حضرت اقدس نے فرمایا کہ میں لکھنؤ کا رہنے والا تو نہیں کہ میرا لہجہ لکھنوی ہو۔ مَیں تو پنجابی ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بھی یہ اعتراض ہوا کہ لَا یَکَادُ یُبِیْن اور احادیث میں مہدی کی نسبت یہ آیا ہے کہ ان کی زبان میں لکنت ہوگی۔ لَا یَکَادُ یُبِیْن کا مطلب یہ ہے کہ یہ اظہار بیان کی طاقت نہیں رکھتے۔ قرآن کریم میں آیا ہے حضرت موسیٰؑ کو بھی کہا گیا۔ اَمْ اَنَا خَیْرٌ مِّنْ ھٰذَا الَّذِیْ ھُوَ مَھِیْنٌ وَّلَا یَکَادُ یُبِیْن (الزخرف:53) کیا مَیں اس شخص کی جو کھول کر بیان بھی نہیں کر سکتا، بیان کرنے کی طاقت بھی نہیں رکھتا، اس کی بات مان لوں؟ میں اچھا ہوں یا یہ اچھا ہے؟ حضرت صاحبزادہ عبداللطیف سے جب یہ واقعہ پیش آیا تو حضرت مسیح موعودؑ نے جو لوگ وہاں موجود تھے ان کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میرے اصول کے موافق اگر کوئی مہمان آوے اور سب وشتم تک بھی نوبت پہنچ جائے۔ یعنی گالیاں دینا بھی شروع کر دے تو اس کو گوارا کرنا چاہئے۔ کیونکہ وہ مریدوں میں تو داخل نہیں ہے۔ ہمارا کیا حق ہے کہ ہم اس سے وہ ادب اور ارادت چاہیں جو مریدوں سے چاہتے ہیں۔ یہ بھی ہم ان کا احسان سمجھتے ہیں کہ نرمی سے باتیں کریں۔ اگر وہ نرمی سے باتیں کر لیتے ہیں تو یہ بھی ان کا احسان ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ زیارت کرنے والے کا تیرے پر حق ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر مہمان کو ذرا سا بھی رنج ہو تو وہ معصیت میں داخل ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آپ ٹھہریں۔ یہ جو آپ کی ناراضگی ہوئی ہے، اس سے آپ دلبرداشتہ نہ ہوں۔ چونکہ کلمہ کا اشتراک ہے۔ کلمہ ہمارا ایک ہے، ہم دونوں مسلمان ہیں۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ پڑھتے ہیں۔ جب تک یہ نہ سمجھیں جو کہیں ان کا حق ہے۔

وہ ڈاکٹر صاحب پھر کچھ دن اور ٹھہرے اور صبح شام حضرت مسیح موعودؑ سے سوال جواب کرتے رہے اور کہتے ہیں وہ سوال جواب اسی وقت اخباروں میں، بدر میں یا الحکم میں شائع ہوتے رہتے تھے۔ نو وارد نے ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کہا کہ میرے لئے دعا کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا دعا تو میں ہندو کے لئے بھی کرتا ہوں مگر خدا تعالیٰ کے نزدیک یہ امر مکروہ ہے کہ اس کا امتحان لیا جاوے۔ میں دعا کروں گا آپؑ وقتاً فوقتاً یاد دلاتے رہیں۔ اگر کچھ ظاہر ہوا تو اس سے بھی اطلاع دوں گا۔ مگر یہ میرا کام نہیں۔ خدا تعالیٰ چاہے تو ظاہر کر دے۔ وہ کسی کے منشاء کے ماتحت نہیں بلکہ وہ خدا ہے۔ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِہٖ ہے۔ ایمان کو کسی امر سے وابستہ کرنا منع ہے مشروط بالشرائط ایمان کمزور ہوتا ہے۔ نیکی میں ترقی کرنا کسی کے اختیار میں نہیں۔ ہمدردی کرنا ہمارا فرض ہے۔ اس کے لئے شرائط کی ضرورت نہیں۔ ہاں یہ ضروری ہوگا کہ آپ ہنسی ٹھٹھے کی مجلسوں سے دور رہیں۔ یہ وقت رونے کا ہے نہ ہنسی کا۔ آپ جائیں گے موت وحیات کا پتہ نہیں۔ دو تین ہفتے تک سچے تقویٰ سے دعا مانگو کہ الٰہی مجھے معلوم نہیں تُو ہی حقیقت کو جانتا ہے مجھے اطلاع دے۔ اگر صادق ہے تو اس کے انکار سے ہلاک نہ ہو جاؤں اور اگر کاذب ہے تو اس کے اتباع سے بچا۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو اصل امر کو ظاہر کر دے۔ بہرحال اس پر ڈاکٹر صاحب نے جو غیر از جماعت تھا کہا کہ مَیں سچ عرض کرتا ہوں کہ مَیں بہت بُرا ارادہ کر کے آیا تھا کہ مَیں آپ سے استہزاء کروں اور گستاخی کروں مگر خدا نے میرے ارادے کو ردّ کر دیا۔ مَیں اب اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ جو فتویٰ آپ کے خلاف دیا گیا ہے وہ بالکل غلط ہے۔ اور مَیں زور دے کر نہیں کہہ سکتا کہ آپ مسیح موعود نہیں ہیں بلکہ مسیح موعود ہونے کا پہلو زیادہ زور آور ہے اور مَیں کسی حد تک کہہ سکتا ہوں کہ آپ مسیح موعود ہیں۔ جہاں تک میری عقل اور سمجھ تھی میں نے آپ سے فیض حاصل کیا ہے اور جو کچھ میں نے سمجھا ہے وہ ان لوگوں پر ظاہر کروں گا جنہوں نے منتخب کر کے مجھے بھیجا ہے۔ کل میری اَور رائے تھی اور آج اَور ہے۔ اور کہا کہ کیونکہ ایک پہلوان بغیر لڑنے کے ہار ماننے والا نہیں ہوتا وہ نامرد کہلائے گا۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ بغیر اعتراض کے آپ کی باتیں تسلیم نہ کروں۔ تو اتنا انصاف تھا کہ حق کو حق سمجھا، قبول نہیں بھی کیا تب بھی اپنے خیالات یکسر بدل لئے۔ (ماخوذ از سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام مصنفہ شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ۔ صفحہ 451-453)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ چوہدری حاکم علی صاحب کی ایک روایت بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت صاحب بڑی مسجد میں کوئی لیکچر یا کوئی خطاب دے رہے تھے کہ ایک سکھ مسجد میں گھس آیا اور سامنے کھڑا ہو کر حضرت صاحب کی جماعت اور آپ کو سخت گندی اور فحش گالیاں دینے لگا اور ایسا شروع ہوا کہ بس چپ ہونے میں نہیں آتا تھا۔ مگر حضرت صاحب خاموشی کے ساتھ سنتے رہے۔ اس وقت بعض طبائع میں اتنا جوش تھا کہ حضرت صاحب کی اجازت ہوتی تو اس کی وہیں تکا بوٹی اڑ جاتی۔ مگر آپؑ سے ڈر کر سب خاموش تھے۔ آخر جب اس کی فحش زبانی حد کو پہنچ گئی تو حضرت صاحب نے فرمایا کہ دو آدمی اسے نرمی کے ساتھ پکڑ کر مسجد سے باہر نکال دیں مگر اسے کچھ نہ کہیں۔ اگر یہ نہ جاوے تو پھر وہاں ایک سپاہی ہوتا تھا اس کے سپرد کر دیں۔ (سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 257-258)

اللہ تعالیٰ کی صفت حلیم کے سب سے اعلیٰ پرتَو تو آنحضرت ﷺ تھے اور پھر اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے آقا کی اتباع میں ان صفات کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا اور آپ کی زندگی کے بھی چند واقعات میں نے بیان کئے ہیں۔ یہ نمونے ہیں جو ہماری اصلاح کے لئے بڑے ضروری ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اللہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگین ہونے کی اور اس کی صفات اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی 2008ء کے لئے
دعاؤں اور عبادات کا روحانی پروگرام

1۔ ہر ماہ ایک نفلی روزہ رکھا جائے۔ جس کے لئے ہر قصبہ، شہر یا محلّہ میں مہینہ کے آخری ہفتہ میں کوئی ایک دن مقامی طور پر مقرر کر لیا جائے۔

2۔ دو نفل روزانہ ادا کئے جائیں جو نماز عشاء کے بعد سے لے کر فجر سے پہلے تک یا نماز ظہر کے بعد ادا کئے جائیں۔

3۔ سورۃ فاتحہ روزانہ کم از کم سات مرتبہ پڑھیں۔

4۔ رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ (البقرۃ251)
(ترجمہ): اے ہمارے رب! ہم پر صبر نازل کر اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور کافر قوم کے خلاف ہماری مدد کر۔
(روزانہ کم از کم 11 مرتبہ پڑھیں)

5۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً۔ اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ۔
(آل عمران :9)
(ترجمہ): اے ہمارے ربّ! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تُو ہمیں ہدایت دے چکا ہو۔ اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔ (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

6۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔
(ترجمہ): اے اللہ! ہم تجھے سپر بنا کر دشمن کے سینوں کے مقابل پر رکھتے ہیں اور ہم ان کے تمام شر اور مضر اثرات سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔ (روزانہ کم از کم 11 مرتبہ پڑھیں)

7۔ اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ۔
(ترجمہ): مَیں بخشش طلب کرتا ہوں اللہ سے جو میرا ربّ ہے ہر گناہ سے اور مَیں جھکتا ہوں اسی کی طرف۔
(روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

8۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ۔
(ترجمہ): اللہ تعالیٰ پاک ہے اپنی حمد کے ساتھ پاک ہے، اور بہت عظمت والا ہے اے اللہ رحمتیں بھیج محمد ﷺ پر اور آپ کی آل پر۔ (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

9۔ درود شریف روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں۔

بقیہ:حضرت مصلح موعودؓ کی تحریکات از صفحہ نمبر 4

چلتے رہے ہیں وہ پتھر جنہیں خداتعالیٰ نے ہمارے لئے عبادت کا مقام بنایا ہمیں وطن سے زیادہ عزیز ہیں۔ اس پر کوئی ہندو یا عیسائی حاسد جلتا ہے تو جل مرے ہمیں اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ (الفضل 3 جولائی 1942ء ص5)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی اس تحریک پر قادیان اور بیرونی احمدی جماعتوں میں مقامات مقدسہ کے لئے مسلسل نہایت پردرد دعاؤں کا سلسلہ جاری ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے اپنے محبوب خلیفہ اور اپنی پیاری جماعت کی تضرعات کو بپایۂ قبولیت جگہ دی اور جلد ہی جنگ کا پانسہ پلٹ گیا۔ چنانچہ 23/اکتوبر 1942ء کو برطانوی فوجوں نے العالمین پر جوابی یلغار شروع کی۔ ادھر شمالی افریقہ کے مغربی حصے (یعنی مراکش اور الجزائر) میں امریکہ نے اپنی فوجیں اتار دیں جو مغرب سے مشرق کو بڑھنے لگیں۔ 13 نومبر 1942ء کو برطانوی فوجوں نے طبروق پر اور 20 نومبر تک بن غازی پر دوبارہ قبضہ کرلیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اس مرحلہ پر غیرت اسلامی کا جو اظہار فرمایا اسے مخالفین احمدیت نے بھی بہت سراہا۔ چنانچہ احراری اخبار ''زمزم'' نے اپنی 19 جولائی 1942ء کی اشاعت میں لکھا۔

''موجودہ حالات میں خلیفہ صاحب نے مصر اور حجاز مقدس کے لئے اسلامی غیرت کا جو ثبوت دیا ہے وہ یقیناً قابل قدر ہے اور انہوں نے اس غیرت کا اظہار کر کے مسلمانوں کے جذبات کی صحیح ترجمانی کی ہے۔

نیز لکھا: ''زمزم'' معترف ہے کہ مقدس مقامات کی طرف سے خلیفہ صاحب کا اندیشہ بالکل حق بجانب ہے''۔

(الفضل 22 جولائی 1942ء صفحہ1 کالم4)

فتنہ صیہونیت کے خلاف زبردست اسلامی تحریک

دنیا کی تمام بڑی بڑی اسلام دشمن طاقتیں ایک لمبے عرصہ سے فلسطین میں یہودیوں کو وسیع پیمانے پر آباد کرتی آرہی تھیں۔ اس خوفناک سازش کا نتیجہ بالآخر 16 مئی 1948ء کو ظاہر ہوگیا جبکہ برطانیہ کی عملداری اور انتداب کے خاتمہ پر امریکہ، برطانیہ اور روس کی پشت پناہی میں ایک نام نہاد صیہونی حکومت قائم ہوگئی اور دنیائے اسلام کے سینہ میں گویا ایک زہر آلود خنجر پیوست کردیا گیا۔

اس نہایت نازک وقت میں جبکہ ملت اسلامیہ زندگی اور موت کی کشمکش سے دوچار تھی حضرت مصلح موعودؓ نے عالم اسلام کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لئے ایک بار پھر پوری قوت سے جھنجوڑا۔ انہیں مغربی طاقتوں اور صیہونی حکومت کے درپردہ تباہ کن عزائم سے قبل از وقت آگاہ فرمایا اور اس فتنہ عظمیٰ کے منظّم مقابلہ کے لئے نہایت مفید تجاویز پر مشتمل ایک قابل عمل دفاعی منصوبہ پیش کیا۔

چنانچہ حضور نے خاص اس مقصد کے لئے ''اَلْکُفْرُ مِلَّۃٌ وَّاحِدَۃٌ'' کے نام سے ایک حقیقت افروز مضمون سپرد قلم فرمایا جس میں دنیا بھر کے مسلمانوں کو اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے فوراً ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونے اور اس کے خلاف سردھڑ کی بازی لگا دینے کی زبردست تحریک فرمائی۔

آپ نے تحریر فرمایا: ''وہ دن جس کی خبر قرآن کریم اور احادیث میں سینکڑوں سال پہلے سے دی گئی تھی۔ وہ دن جس کی خبر تورات اور انجیل میں بھی دی گئی تھی۔ وہ دن جو مسلمانوں کے لئے نہایت ہی تکلیف دہ اور اندیش ناک بتایا جاتا تھا معلوم ہوتا ہے کہ آن پہنچا ہے۔ فسلطین میں یہودیوں کو پھر بسایا جارہا ہے۔ امریکہ اور روس جو ایک دوسرے کا گلا کاٹنے پر آمادہ ہورہے ہیں اس مسئلہ میں ایک بستر کے دوساتھی نظر آتے ہیں اور عجیب بات یہ ہے کہ کشمیر کے معاملہ میں بھی یہ دونوں متحد تھے۔ دونوں ہی انڈین یونین کی تائید میں تھے اور اب دونوں ہی فلسطین کے مسئلہ میں یہودیوں کی تائید میں ہیں۔ ...... عرب اس حقیقت کو سمجھتا ہے۔ عرب جانتا ہے کہ اب یہودی عرب میں سے عربوں کو نکالنے کی فکر میں ہیں اس لئے وہ اپنے جھگڑے اور اختلاف کو بھول کر متحدہ طور پر یہودیوں کے مقابلہ کے لئے کھڑا ہوگیا ہے مگر کیا عربوں میں یہ طاقت ہے؟ کیا یہ معاملہ صرف عرب سے تعلق رکھتا ہے۔ ظاہر ہے کہ نہ عربوں میں اس مقابلہ کی طاقت ہے اور نہ یہ معاملہ صرف عربوں سے تعلق رکھتا ہے۔ سوال فلسطین کا نہیں سوال مدینہ کا ہے۔ سوال یروشلم کا نہیں سوال خود مکہ مکرمہ کا ہے۔ سوال زید اور بکر کا نہیں سوال محمد رسول اللہ ﷺ کی عزت کا ہے۔ دشمن باوجود اپنی مخالفتوں کے اسلام کے مقابل پر اکٹھا ہوگیا ہے۔ کیا مسلمان باوجود ہزاروں اتحاد کی وجوہات کے اس موقع پر اکٹھا نہیں ہوگا۔ ...... پس مَیں مسلمانوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ اس نازک وقت کو سمجھیں اور یاد رکھیں کہ آج رسول کریم ﷺ کا یہ فرمان کہ ''اَلْکُفْرُ مِلَّۃٌ وَّاحِدَۃٌ'' لفظ بلفظ پورا ہورہا ہے۔ یہودی اور عیسائی اور دہریہ مل کر اسلام کی شوکت کو مٹانے کے لئے کھڑے ہوگئے ہیں۔ پہلے فرداً فرداً یورپین اقوام مسلمانوں پر حملہ کرتی تھیں مگر اب مجموعی صورت میں ساری طاقتیں مل کر حملہ آور ہوئی ہیں۔ آؤ ہم بھی سب مل کر ان کا مقابلہ کریں کیونکہ اس معاملہ میں ہم میں کوئی اختلاف نہیں۔ دوسرے اختلافوں کو ان امور میں سامنے لانا جن میں کہ اختلاف نہیں نہایت ہی بیوقوفی اور جہالت کی بات ہے۔ قرآن کریم تو یہود سے فرماتا ہے کہ قُلْ یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَانُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا وَّلَایَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ۔ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْھَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ۔ (آل عمران:65)

اتنے اختلافات کے ہوتے ہوئے بھی قرآن کریم یہود کو دعوت اتحاد دیتا ہے۔ کیا اس موقع پر جبکہ اسلام کی جڑوں پر تبر رکھ دیا گیا ہے۔ جب مسلمانوں کے مقامات مقدسہ حقیقی طور پر خطرے میں ہیں۔ وقت نہیں آیا کہ آج پاکستانی، افغانی، ایرانی، ملائی، انڈونیشین، افریقن، بربر اور ترکی یہ سب کے سب اکٹھے ہوجائیں اور عربوں کے ساتھ مل کر اس حملہ کا مقابلہ کریں جو مسلمانوں کی قوت کو توڑنے اور اسلام کو ذلیل کرنے کے لئے دشمن نے کیا ہے؟ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ قرآن کریم اور حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودی ایک دفعہ پھر فسلطین میں آباد ہوں گے لیکن یہ نہیں کہا گیا کہ وہ ہمیشہ کے لئے آباد ہوں گے۔ فلسطین پر ہمیشہ کی حکومت تو عباداللہ الصالحون کے لئے مقرر کی گئی ہے۔ پس اگر ہم تقویٰ سے کام لیں تو اللہ تعالیٰ کی پہلی پیشگوئی اس رنگ میں پوری ہوسکتی ہے کہ یہود نے آزاد حکومت کا وہاں اعلان کردیا ہے لیکن اگر ہم نے تقویٰ سے کام نہ لیا تو پھر وہ پیشگوئی لمبے وقت تک پوری ہوتی چلی جائے گی اور اسلام کے لئے ایک نہایت خطرناک دھکا ثابت ہوگی۔ پس ہمیں چاہئے اپنے عمل سے، اپنی قربانیوں سے، اپنے اتحاد سے، اپنی دعاؤں سے، اپنی گریہ وزاری سے اس پیشگوئی کا عرصہ تنگ سے تنگ کردیں اور فلسطین پر دوبارہ محمد رسول اللہ ﷺ کی حکومت کے زمانہ کو قریب سے قریب تر کردیں اور میں سمجھتا ہوں اگر ہم ایسا کردیں تو اسلام کے خلاف جو رو چل رہی ہے وہ الٹ پڑے گی۔ عیسائیت کمزوری وانحطاط کی طرف مائل ہوجائے گی اور مسلمان پھر ایک دفعہ بلندی اور رفعت کی طرف قدم اٹھانے لگ جائیں گے۔ شاید یہ قربانی مسلمانوں کے دل کو بھی صاف کردے اور ان کے دل بھی دین کی طرف مائل ہو جائیں۔ پھر دنیا کی محبت ان کے دلوں سے سرد ہوجائے۔ پھر خدا اور اس کے رسولؐ اور ان کے دین کی عزت اور احترام پر وہ آمادہ ہوجائیں اور ان کی بے دینی دین سے اور ان کی بے ایمانی ایمان سے اور ان کی سستی چستی سے اور ان کی بدعملی سعی پیہم سے بدل جائے۔

(الفضل 21 مئی 1948ء صفحہ4,3)

حضرت مصلح موعودؓ کے اس انقلاب انگیز مضمون نے شام، لبنان، اردن اور دوسرے عرب ممالک میں زبردست تہلکہ مچادیا۔ اس مضمون کی نہایت وسیع پیمانے پر اشاعت کی گئی اور شام و لبنان کی تین سو مشہور اور ممتاز شخصیتوں کو (جن میں بیشتر وزراء، پارلیمنٹ کے ممبر، کالجوں کے پروفیسر، مختلف وکلاء، بیرسٹر اور سیاسی اور مذہبی لیڈر تھے) خاص طور پر بذریعہ ڈاک بھجوایا گیا اور مجموعی طور پر ہر جگہ اس مضمون کا نہایت ہی اچھا اثر ہوا۔

(الفضل 17 ستمبر 1948ء صفحہ2 کالم1)

یہی نہیں شام ریڈیو نے خاص اہتمام سے اس کا خلاصہ نشر کر کے اسے دنیائے عرب کے کونہ کونہ تک پہنچادیا۔ اخبار ''الیوم''۔ الف باء الکفاح۔ الفیحاء۔ الاخبار۔ القبس۔ النصر۔ الیقظہ۔ صوت الاحرار۔ النہضہ۔ اور الاردن وغیرہ چوٹی کے عربی اخبارات میں شائع ہوا۔

تیونس اور مراکش کی تحریک آزادی کی حمایت اور دعا

تیونس اور مراکش کے جانباز مسلمان ایک عرصہ سے فرانس کی غلامی سے نجات حاصل کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ مؤتمر عالم اسلامی نے فیصلہ کیا کہ 21 نومبر 1952ء کو دنیا بھر کے مسلمان یوم تیونس ومراکش منائیں۔

اس فیصلہ کے مطابق حضرت مصلح موعود کی ہدایت پر جماعت احمدیہ نے بھی ان مظلوم اسلامی ممالک کے مطالبہ آزادی کی حمایت میں جلسے کئے اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان کو کامیابی بخشے۔

چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب وزیر خارجہ پاکستان نے اقوام متحدہ میں ان ممالک کے حق میں پُرزور آواز بلند کی جس کی تفصیل آپ کی خودنوشت سوانح ''تحدیث نعمت'' (طبع اول 1971ء صفحہ 569، 573) میں ملتی ہے۔ 1951ء میں جنرل اسمبلی کے اجلاس کے دوران مراکش اور تیونس کے مسئلے کو ایجنڈا میں شامل کرنے کا سوال پیش ہوا تو آپ ہی کی تقریر اس موقع پر سب سے نمایاں تھی۔ تقریر میں آپ نے امریکہ اور دیگر تمام ایسے ممالک کے طرز عمل کی مذمت کی جو ان مسائل کو شامل ایجنڈا کرنے کے خلاف تھے۔ آپ نے جب دوران اجلاس فرمایا کہ اگر ان مسائل پر غور کرنے سے انکار کیا گیا تو مراکش میں قتل وخون ہوگا اور اس کی تمام تر ذمہ داری امریکی نمائندہ پر ہوگی تو امریکی مندوب کا رنگ زرد پڑ گیا۔

(ملّت لاہور 22 جنوری 1954ء صفحہ7)

اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کی دعاؤں، چوہدری صاحب کی کوششوں اور اہل تیونس و مراکش کی قربانیوں کو شرف قبولیت بخشا اور یہ دونوں ملک 1956ء میں آزاد ہوگئے۔

اتحاد کی تحریک

1955ء میں حضور نے یورپ کا سفر فرمایا اور رجحانات کا جائزہ لے کر دعوت الی اللہ کی نئی سکیمیں شروع کیں۔

یورپ کے بدلے ہوئے رجحانات کو دیکھ کر مسلمانوں کو متحد کرنے کا جذبہ اور زیادہ ابھر آیا اور حضور نے پاکستان میں پہنچتے ہی یہ آواز بلند فرمائی کہ یورپ کو مسلمان بنانے کے لئے سب مسلمانوں کو اکٹھا ہوجانا چاہئے۔ اتحاد بین المسلمین کی یہ تحریک حضور نے 21 ستمبر 1955ء کی ایک تقریب میں فرمائی جس کا اہتمام جماعت احمدیہ کراچی نے کیا تھا۔ چنانچہ اخبار المصلح کراچی نے لکھا۔

امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب نے آج بیچ لگژری ہوٹل میں تقریر کرتے ہوئے تمام مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ وہ اپنے باہمی اختلافات کو نظر انداز کر کے اشاعت وتبلیغ اسلام کے اہم کام کے لئے متحد و منظّم ہو جائیں اور ان اعتراضات کا علمی جواب دیں جو یورپ اور دوسرے ممالک کی غیر مسلم دنیا، اسلام اور محمد مصطفیٰ ﷺ کے مقدس وجود پر کررہی ہے۔ امام جماعت احمدیہ اس دعوت عصرانہ میں یہ تقریر فرمارہے تھے جو آپ کے یورپ سے تشریف لانے پر آپ کے اعزاز میں آج کراچی کی جماعت احمدیہ کی طرف سے بیچ لگژری ہوٹل کے وسیع و شاداب لان میں دی گئی تھی۔ امام جماعت احمدیہ نے قرآن مجید کی وہ آیت تلاوت فرمائی جس میں یہود اور عیسائیوں کو نظریہ توحید کی اشاعت وتبلیغ کے لئے تعاون کی دعوت دی گئی ہے۔ امام جماعت احمدیہ نے نہایت دلچسپ طرز استدلال کے بعد فرمایا اگر اسلام اور محمد مصطفیٰ ﷺ کے بدترین دشمن یہودی اور عیسائیوں کو یہ دعوت دی جاسکتی ہے کہ وہ رسالت نبوی کے لئے نہیں بلکہ محض وحدانیت خداوندی کے لئے مجتمع ہوجائیں اور باہمی تعاون سے کام لیں تو کیا وجہ ہے کہ آج مسلمان اپنے اپنے باہمی اختلافات کو نظر انداز کر کے رسول اکرم ﷺ کی صداقت اور اسلام کی اشاعت کے لئے باہمی تعاون اور اشتراک سے کام نہ لے سکیں؟ سفر یورپ کے تاثرات بیان فرماتے ہوئے آپ نے فرمایا میرا مشاہدہ ہے کہ اب یورپ اسلام کی طرف بڑی تیزی سے مائل ہورہا ہے اور وہاں کے لوگ اسلام اور محمد مصطفیٰ ﷺ کی عظمت کا اعتراف کررہے ہیں۔ ضرورت ہے کہ ہم لوگ اپنی جانی و مالی قربانی سے وہاں اسلام کے پیغام کو پہنچائیں اور جو لوگ کبھی محمد ﷺ کی شان میں گستاخی کے کلمات نکالتے رہے ہیں آج انہی کے مونہوں سے آپ کے لئے درود وسلام کا نذرانہ پیش کریں۔

امام جماعت احمدیہ نے اس امر پر نہایت افسوس کا اظہار کیا کہ آج مسلمانوں کے مختلف فرقے نہایت معمولی معمولی مسائل پر باہم دست وگریباں ہیں حالانکہ سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ ہم محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات اور اسلام پر ہونے والے حملوں کا دفاع کس طرح کریں؟ آپ نے کہا کہ مسلمانوں کی مختلف تنظیمیں اور مختلف فرقے یورپ اور دوسرے ممالک میں تبلیغ اسلام کے لئے مشن کھولیں تو یقیناً چند ہی سالوں کے اندر اندر یورپ کی کثیر آبادی محمد ﷺ کے حلقہ غلامی میں آسکتی ہے۔ آپ نے کہا کہ اگر آج مسلمانوں نے بھی اپنی سستیوں اور غفلتوں کو ترک نہ کیا اور اسلام کی اصل ضرورت کو سمجھ کر میدان میں نہ آئے تو وہ قیامت کے روز شافع محشر کو اپنا منہ نہ دکھا سکیں گے...........۔

اس تقریب میں کئی سفارتی نمائندے، اعلیٰ سرکاری حکام، ممتاز شہری، اخباری نمائندے اور دیگر معزز افراد شریک تھے۔ (تاریخ احمدیت جلد18 صفحہ29)

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی یہ اہم تقریر ''اتحاد بین المسلمین'' کی عظیم الشان تحریک تھی جسے پاکستان کے اردو اور انگریزی اخبارات نے نمایاں طور پر شائع کیا۔

آئینہ مقابل آئینہ

(پروفیسر راجا نصر اللہ خاں۔ ربوہ)

تیسری و آخری قسط

سر ظفر اللہ خان نے جنازہ نہیں پڑھا

مضمون نگار نے اپنے مضامین میں اس بات کو بھی غلط انداز دے کر بہت اچھالا ہے کہ سر محمد ظفر اللہ خان نے قائداعظم کا جنازہ نہیں پڑھا تھا۔ غلط انداز میں اچھالنا ہم نے اس لئے لکھا ہے کہ پوری قوم اچھی طرح جانتی ہے کہ بابائے قوم قائداعظم محمد علی جناح کی وفات اور جنازے کا موقع قوم کو حد درجہ نڈھال اور افسردہ کردینے والا سانحہ تھا اس کے ذکر میں سر محمد ظفر اللہ خان کے متعلق یہ حد درجہ دکھ دینے والے الفاظ لکھنا کہ ''ادھر دیگر غیر مسلم حضرات کے ساتھ پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ ایک گوشے میں ٹانگ پر ٹانگ رکھے بیٹھا غیر مسلم، غیر ملکی سفیروں کے ساتھ گپ شپ لگانے میں مگن تھا۔'' (مضمون مطبوعہ 12 اکتوبر 2007ء)

یہ نری حاشیہ آرائی ہے جو مضمون نگار نے اپنے مزاج اور سوچ کے مطابق خود کی ہے۔ اس موقع پر کسی فوٹوگرافر کی اتاری ہوئی تصویر جو ہم نے دیکھی ہے اور جواب بھی موجود ہے اس میں سر ظفر اللہ خان نہایت ہی مغموم، گہری غمناک سوچ میں پریشان حال زمین پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ سر محمد ظفر اللہ خان کے جنازہ نہ پڑھنے کے بارے میں عرض ہے کہ مضمون نگار سمیت سب حضرات جانتے ہیں کہ کسی امام کی امامت میں نماز پنجگانہ یا نماز جنازہ ادا کرنے کا تعلق اپنے اپنے مسلک اور عقیدے سے ہے۔ محترم مضمون نگار اس بات کو خوب سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں کسی امام کے پیچھے نماز پڑھنے میں کس قدر اختلاف پایا جاتا ہے۔ مختلف فرقوں کی مسجدیں تک الگ الگ ہیں۔ اس بارے میں متعدد حوالے پیش کئے جاسکتے ہیں نیز مختلف اوقات میں ''اتحاد بین المسلمین'' کے بارے میں مختلف فرقوں کے علماء باہمی گفتگو اور مساعی کے لئے اکٹھے ہوئے۔ لیکن نماز کے وقت میں نمازیں ہر مسلک والوں نے الگ الگ پڑھیں۔ اس موضوع پر مولانا عبدالستار خان نیازی کی مشہور کتاب ''اتحاد بین المسلمین'' کے پڑھنے سے تکلیف اور حیرت سے انسان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جاتی ہیں۔ (مثال کے طور پر دیکھیں صفحات 34، 35، 36، 48، 74، 76، 79، 80، 188، 189، 190 اشاعت چہارم 1988) اس کتاب میں درج شدہ مولانا کی کاوشیں بھی بے اثر ثابت ہوئیں اب اگر نمازیں اکٹھی نہ پڑھنے والے احباب جنازے پڑھ لیتے ہیں تو یہ ان کی اپنی مرضی سوچ اور فیصلہ ہے اس کا اصول اور قاعدے سے کوئی تعلق نہیں۔ لاہور کے رسالہ ''آتش فشاں'' کے ایڈیٹر منیر احمد منیر کو انٹرویو دیتے ہوئے سر محمد ظفر اللہ خان نے اس مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے بالوضاحت کہا:

''قائداعظم کا جنازہ پڑھتا تو اعتراض کی بات تھی کہ یہ شخص منافق ہے۔ یہ تو غیر احمدی کا جنازہ نہیں پڑھتے اور اس نے تو پڑھ لیا۔ تب تو میرے کیریکٹر کے متعلق کہا جاسکتا تھا کہ منافق ہے۔ اس کا عقیدہ کچھ ہے، عمل کچھ کرتا ہے۔ اس نے ہر دلعزیزی حاصل کرنے کی خاطر قائداعظم کا تو جنازہ پڑھ لیا تھا۔''

(آتش فشاں لاہور بابت ماہ مئی (1) 1981ء صفحہ 24)

ایک اور خلاف حقیقت بات

مضمون نگار اپنی تیز رفتار ترنگ میں یہ بھی لکھ گئے ہیں:

''پاکستان کی وزارتِ خارجہ سے برطرفی کے بعد سر ظفر اللہ نے بیسیوں بار اسرائیل کا دورہ کیا۔''

یہ سب باتیں آپ فقط سر ظفر اللہ خان کی دشمنی میں لکھ رہے ہیں کیونکہ آپ کو ''بے فکری'' ہے کہ کس نے سوال یا پڑتال کرنی ہے؟ ویسے یہ تو آپ جانتے ہی ہوں گے کہ سر محمد ظفر اللہ خان کو پاکستان کی کسی حکومت نے ہرگز برطرف نہیں کیا بلکہ کھلی ہوئی حقیقت یہ ہے کہ سر محمد ظفر اللہ خان مسلسل سات سال تک پاکستان کے نامور اور کامگار وزیر خارجہ رہے حتّٰی کہ وہ پاکستان کے تیسرے وزیراعظم محمد علی بوگرہ کے دور میں ازخود اپنے عہدے سے سبکدوش ہوکر انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس میں چلے گئے جو وطنِ عزیز پاکستان کے لئے بھی ایک بہت بڑا عالمی اعزاز تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے سر محمد ظفر اللہ خان نے اپنی اعلیٰ قانونی مہارت اور بین الاقوامی شہرت کی وجہ سے عالمی عدالت انصاف میں بھی بڑے سے بڑا منصب حاصل کیا۔

''تمہیں ڈر کس کا ہے''

مضمون نگار مزید لکھتے ہیں:

''ستمبر 1965ء اور دسمبر 1971ء کی جنگوں سے قبل وہ (سر محمد ظفر اللہ خان) متعدد بار تل ابیب اور دہلی گئے۔''

(مضمون مطبوعہ 30-10-2007 کالم نمبر 3)

اس ''لاجواب انکشاف'' پر یہی کہا جاسکتا ہے:

تیر پہ تیر چلاؤ تمہیں ڈر کس کا ہے!!

معترض کو اس بات کی ذرہ برابر پرواہ نہیں کہ سر محمد ظفر اللہ خان کے خلاف الٹی سیدھی اور بے جا اور بے بنیاد باتیں لکھنے میں وہ ''سوادِ اعظم'' سے تعلق رکھنے والے ''اپنے ہی لوگوں'' کو کس بے رحمی سے اپنے یکسر غلط اور بے رحم خیالات اور قلم کی زد پر رکھے جارہے ہیں۔ مختصراً یہ کہ جنگ ستمبر 1965ء کے دو ایسے ہیرو جن کا نام اپنی جرأت و بسالت اور بے مثال عسکری کارناموں اور کامیابیوں کی وجہ سے اس زمانے میں وطن عزیز کے بچے بچے کی زبان پر تھا اور ہر طبقہ خیال کے اہلِ نظر نے جن کے گُن گائے وہ دو احمدی بھائی تھے یعنی جنرل اختر حسین ملک اور (اس وقت) بریگیڈیئر عبدالعلی ملک۔ ان دونوں بھائیوں کو اس دور کے صدرِ مملکت اور فوج کے کمانڈر انچیف نے زبردست خراج تحسین پیش کیا اور دونوں کو ہلالِ جرأت عطا ہوا۔ یاد رہے کہ سب سے بڑے فوجی اعزاز ''نشانِ حیدر'' (جو کسی غیر معمولی فوجی کارنامہ انجام دینے والے خوش نصیب شہید کو ملتا ہے) کے بعد دوسرے نمبر پر بڑا فوجی اعزاز ''ہلال جرأت'' ہے جو میدان جنگ میں کارنامے دکھا کر زندہ لوٹ آنے والے غازی کو عطا کیا جاتا ہے۔

جنگ پینسٹھ سے متعلق کتب اور اخبارات میں ان دونوں احمدی بھائیوں کا جو زبردست چرچا ہوا اس کی فقط ایک ایک مثال پیش کی جاتی ہے۔ معروف و سینئر صحافی جناب شریف فاروق کی کتاب ''پاکستان میدان جنگ میں'' جنگ ستمبر (1965) کے چند ماہ بعد جنوری 1966ء میں منظر عام پر آئی۔ اس کتاب کے ایک باب کا عنوان ہے ''پاک بری فوج کے ہیرو'' جس میں بری فوج کے ان شیروں اور دلیروں کے نام اور کام بیان کئے گئے ہیں جنہوں نے میدان کارزار میں کار ہائے نمایاں دکھائے ہیں۔ ان میں کچھ تو دادِ شجاعت دیتے ہوئے جام شہادت نوش کر گئے اور کچھ دشمنوں کو زیر و زبر کرنے کے بعد غازی بن کر لوٹے۔ اس باب میں پہلے نمبر پر جنگ ستمبر کے عظیم ہیرو میجر عزیز بھٹی شہید کا ذکر خیر ہے دوسرے نمبر پر مجاہد کشمیر اختر ملک کا تذکرہ ہے اور چوتھے نمبر پر محاذ چونڈہ کے اولوالعزم ہیرو عبدالعلی ملک کی جرأتوں کا ذکر ہے۔

چونڈہ کا مرد میدان

اس باب کے صفحہ 245 پر درج ہے:

''فورس کمانڈر بریگیڈیئر عبدالعلی ملک نے دشمن کی بہت بڑی اور مضبوط طاقتور فوج کے مسلسل حملوں کے باوجود پاکستانی علاقہ چونڈہ کا بڑی دلیری اور شجاعت سے دفاع کیا۔ دشمن نے پاکستانی فوج کی پوزیشن پر کئی دن تک متواتر گولہ باری کی۔ جس سے خوفناک تباہی پھیلی عام حالات میں فوج اس تباہ کن گولہ باری کا مقابلہ نہ کرسکتی تھی۔ لیکن بریگیڈیئر عبدالعلی ملک نے اپنی ذاتی مثالی جرأت اور لیاقت سے نہ صرف فوج میں ڈٹے رہنے اور دشمن کا مقابلہ کرنے کا حوصلہ پیدا کیا بلکہ دشمن پر مہلک ضربات لگائیں اور اسے مفلوج کردیا۔ صدر نے انہیں ان کی غیر معمولی صلاحیتوں کے اعتراف کے طور پر ہلال جرأت کا اعزاز عطا کیا۔''

(کتاب پاکستان میدان جنگ میں صفحہ 245)

دونوں دلاور بھائیوں کا یکجا ذکر

آیئے نوائے وقت مورخہ 25 ستمبر 1965ء سے یہ رپورٹ پڑھتے ہیں:

''24 ستمبر آج کمانڈر انچیف جنرل محمد موسیٰ نے پاکستانی فوج کے اگلے مورچوں پر کسی جگہ افسروں اور جوانوں میں اعزازات تقسیم کئے جو صدر پاکستان نے ان کی بہادری کے صلے میں دیئے ہیں۔ اس تقریب میں سب سے دلچسپ اور روح پرور سماں وہ تھا جب دو سگے بھائیوں کو ''ہلال جرأت'' کے نشان پیش کئے گئے۔ یہ دونوں بھائی میجر جنرل اختر حسین ملک اور بریگیڈیئر ملک عبدالعلی ہیں جنہیں موجودہ جنگ میں کارنمایاں دکھانے پر ہلال جرأت کا اعزاز بخشا گیا ہے۔ ایک پیادہ ڈویژن کے جنرل آفیسر کمانڈنگ میجر جنرل اختر حسین ملک کو کشمیر میں جنگ بندی لائن کے پار بھارت کی مسلسل جارحانہ کارروائیوں کا منہ توڑ جواب دینے کی غرض سے حملہ کرنے پر مامور کیا گیا تھا۔ چھمب میں بھارت نے بڑے مضبوط مورچے بنا رکھے تھے اور یہاں فوج کی بھاری جمعیت تعینات تھی۔ میجر جنرل اختر حسین ملک نے ان مورچوں پر حملہ کردیا اور بھارتی فوج کو نیست و نابود کرنے میں کامیاب ہوگئے حالانکہ اس مہم کے لئے ان کی فوج کی تعداد عام حالات میں بھی ناکافی سمجھی جاتی۔ بھارتی فوج پر یہ کاری ضرب لگانے کا سہرا میجر جنرل اختر حسین ملک کے سر ہے جنہوں نے انتہائی جرأت سے حملہ کا منصوبہ بنایا اور غیر معمولی قائدانہ صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا۔ اس دلیرانہ کارنامے اور نمایاں ذاتی شجاعت پر انہیں ہلال جرأت کا اعزاز دیا گیا۔''

(نوائے وقت مورخہ 25-9-1965)

اب سر محمد ظفر اللہ خان جیسے عظیم قومی سپوت اور مخلص خدمتگزار اور دوسرے بے لوث احمدی مشاہیر کے متعلق من گھڑت الزامات تراشنے والوں اور بے رحم فتوے صادر کرنے والوں کو ہم اور کیا کہہ سکتے ہیں۔ ؎

وہی ٹھہرے مورد کفر بھی جنہیں دین جاں سے عزیز تھا
وہی خار بن کے کھٹک رہے ہیں جنہوں نے فصلِ بہار دی

ایک سے ایک بوسیدہ اور بودا اعتراض

قارئین کرام نے ملاحظہ کرلیا کہ مضمون نگار کے تمام اعتراضات جن کے کھل کر باحوالہ و مدلّل جوابات دئے گئے ہیں، فقط اعتراضات برائے اعتراضات کا پلندہ تھا اور اس قسم کے بے بنیاد اور بے سروپا اعتراض کرنے والا ایک خاص طبقہ یا ٹولہ ہے جو احمدیوں کے ساتھ اپنے دلی بغض اور تعصب کی بنا پر اس قسم کے بے حقیقت اعتراضات تراشتا چلا آیا ہے اور یہ گھسے پٹے اعتراضات یہی طبقہ دہراتا اور اگلتا رہتا ہے جو دراصل تحریک آزادی کے دوران مسلم لیگ اور قائداعظم کا شدید مخالف اور کانگرس کا پورا پورا وفادار تھا۔ ان کا حقیقی چہرہ پھر سے روزنامہ ''سیاست'' نے اپنے مضمون ''تھنک ٹینک کی ضرورت'' میں قوم کے سامنے بے نقاب کیا ہے۔ اس مضمون کی اہمیت اور افادیت کے پیش نظر روزنامہ ''نوائے وقت'' نے روزنامہ ''سیاست'' کے شکریہ کے ساتھ اس چشم کشا مضمون کو اپنی 25 اگست 2005ء کی اشاعت میں شامل کیا ہے۔ اس کا ایک اقتباس پیش کیا جاتا ہے:

''اسلام اور پاکستان کے بارے میں علامہ اقبال اور قائداعظم کے نظریات سے ان کے سیاسی مخالف علماء اور سیاستدان کے نظریات مختلف رہے لیکن عجیب بات ہے کہ جن مذہبی اور سیاسی جماعتوں نے تحریک پاکستان کی مخالفت کی تھی وہی آج ''نظریہ پاکستان'' کی علمبردار بنی ہوئی ہیں اور پاکستان کے

قائم شدہ 1952
خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز ربوہ

ریلوے روڈ	اقصیٰ روڈ
6214750	6212515
6214760	6215455

پروپرائٹر۔ میاں حنیف احمد کامران
Mobile: 0300-7703500

عوام کو دور جہالت میں واپس لے جانا چاہتی ہیں۔ اسلام اعتدال پسندی کا دین ہے لیکن بدقسمتی سے ہمارے مذہبی رہنماؤں نے اسے اپنی روزی روٹی کا ذریعہ بنا کر مسلمانوں کو فرقہ پرستی کے بھینٹ چڑھا دیا۔ جولوگ جہاد کشمیر کو ''حرام'' قرار دیتے تھے خود جہاد کے چیمپئین بن گئے۔ انہوں نے نوجوانوں کو انتہا پسندی کی خوفناک وادی میں دھکیل دیا پھر مسجدوں اور امام بارگاہوں کا تقدس پامال کردیا گیا۔''

(از مضمون مطبوعہ روزنامہ نوائے وقت مورخہ 25-8-2005بشکریہ روزنامہ ''سیاست'')

جماعت احمدیہ کا طرۂ امتیاز

جماعت احمدیہ پر پاکستان سے مخلص نہ ہونے کا ظالمانہ الزام لگانے والے کان کھول کر سن لیں کہ پاکستان مخالف گروہوں کے مقابل پر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جماعت احمدیہ کو اس امر کی بھرپور توفیق حاصل ہوئی کہ جماعت نے اپنے اولوالعزم امام صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد (خلیفہ ثانی) کی رہنمائی اور ہدایت کے مطابق قائداعظم محمد علی جناح اور مسلم لیگ کی بھرپور حمائت اور عملی مدد کے ذریعہ قیام پاکستان میں تاریخی اور شاندار کردار ادا کیا۔ یہ ایسی تاریخی اور سچی حقیقت ہے کہ اس پر ضخیم کتاب رقم ہوسکتی ہے اور اس تاریخ کا ایک کھلا اور اجلا ورق یہ ہے کہ جب قائداعظم ہندوستان کی سیاست سے بددل ہوکر برطانیہ میں جاکر مقیم ہوگئے تو حضرت امام جماعت احمدیہ کو مسلمانانِ ہند کے ایک عظیم اور غمگسار لیڈر سے محروم ہوجانے پر بےحد تشویش اور فکر ہوئی اور آپ نے قائداعظم کو واپس ہندوستان آکر پھر سے مسلم لیگ کی قیادت سنبھالنے پر آمادہ کرنے کے لئے اپنے مرید باصفا امام مسجد فضل لندن مولانا عبدالرحیم صاحب درد ایم۔اے کو تلقین فرمائی اور امام صاحب کی مخلصانہ و دردمندانہ کوششوں سے قائداعظم نے واپس ہندوستان آنے کی حامی بھرلی اور اس طرح مسلمانانِ ہند کو اس عظیم قائد کی قیادت پھر سے میسر آگئی جس نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہندوستان کے مسلمانوں کو آزادی سے ہمکنار اور مملکت خداداد پاکستان سے سرفراز کیا۔ الحمدللہ۔

اس سلسلہ میں برصغیر کے بزرگ صحافی جناب م۔ش (انگریزی اخبار) ''پاکستان ٹائمز'' میں شائع ہونے والے اپنے مضمون میں لکھتے ہیں:

''یہ مسٹر لیاقت علی خان اور مولانا عبدالرحیم درد امام لندن ہی تھے جنہوں نے مسٹر محمد علی جناح کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ اپنا ارادہ بدلیں اور وطن واپس آکر قومی سیاست میں اپنا کردار ادا کریں۔ اس کے نتیجہ میں مسٹر جناح 1934ء میں ہندوستان واپس آگئے اور مرکزی اسمبلی کے انتخابات میں بلا مقابلہ منتخب ہوئے۔''

(پاکستان ٹائمز 11ستمبر 1981ء، سپلیمنٹ 2کالم نمبر 1)

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson Solicitors

1st floor 48 Tooting High Street

London SW17 0RG

Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005

Mobile: 0780-3298065 Fax: 020 8871 9398

سر محمد ظفر اللہ خان پر ایک سراسر غلط اور بوسیدہ الزام

مضمون نگار نے اپنی بدکلامی کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے پاکستان کے بطل جلیل سر محمد ظفر اللہ خان کے متعلق یہ بھی لکھا ہے کہ:

''یہی وہ کج شخصیت ہے جس نے اوائل ہی میں پاکستان کو امریکہ کا تابع مہمل بنادیا۔''

(مضمون مطبوعہ 2اکتوبر 2007ء)

یہ الزام بظاہر جس قدر قوی لگتا ہے اتنا ہی بودا اور کھوکھلا ہے۔ بھلا وزیراعظم کے ہوتے ہوئے کوئی وزیرخارجہ حکومت کی پالیسی اور منشاء کے خلاف رول ادا کرسکتا ہے؟ ہر شخص جانتا ہے کہ امریکہ کے ساتھ پاکستان کے گہرے تعلقات نوابزادہ لیاقت علی خان ایسے مضبوط اور تجربہ کار وزیراعظم کے زمانہ میں استوار ہوئے اور ان گہرے روابط کے لئے وزیراعظم نے خود امریکہ کا دورہ کرنے کا فیصلہ کیا۔

ایوان وقت کی نشست

''نوائے وقت جمعہ میگزین'' (مورخہ 14 مئی 93ء) میں ''پاک امریکہ تعلقات'' کے عنوان سے ایک مذاکرہ شائع ہوا ہے۔ اس میں جنرل (ر) ایم ایچ انصاری (جمعیۃ العلماء پاکستان) اظہار خیال کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''پاکستان اور امریکہ کے تعلقات کا آغاز سابق وزیراعظم لیاقت علی خان کے دورہ امریکہ سے ہوا جب انہوں نے روس کی بجائے امریکہ جانے کا فیصلہ کیا۔ اس کے بعد پاکستان امریکہ کے ساتھ کئی دفاعی معاہدوں میں شامل ہوا۔ اور پاکستان کو امریکی حلیف ہونے کی وجہ سے امریکی اسلحہ اور فوجی امداد ملتی رہی۔''

اس مجلس مذاکرہ میں شامل سید حیدر فاروق مودودی (ابن مولانا مودودی) نے کہا:

''امریکہ پاکستان کا فطری حلیف ہے اس حقیقت کا عملی اظہار قیام پاکستان کے فوراً بعد وزیراعظم لیاقت علی خان کے دورہ امریکہ کی دعوت قبول کرنے سے ہوگیا تھا۔ تحریک پاکستان کی قیادت فطری طور پر جمہوری ذہن رکھنے والی قیادت تھی اس لئے روس کی بجائے امریکہ کی طرف رجحان ایک فطری بات تھی۔''

پھر پاکستان کی گولڈن جوبلی 1997ء کے موقع پر روزنامہ ''نوائے وقت'' میں اس دور کے وزیر مملکت برائے امور خارجہ محمد صدیق کانجو کا ایک انٹرویو شائع ہوا جس میں انہوں نے بیان دیا کہ ''لیاقت علی خان نے روس کے دورے کی دعوت ہونے کے باوجود اسے کچھ زیادہ اہمیت نہ دی اور امریکہ کے دورے کی دعوت قبول کرکے امریکہ چلے گئے۔ یوں ہم امریکی بلاک سے وابستہ ہوگئے۔''

پاکستان کی گولڈن جوبلی کے سلسلہ میں ایک تقریب کا اہتمام ادارہ استحکام پاکستان نے بھی کیا تھا اس سے خطاب کرتے ہوئے ''نوائے وقت'' اور ''نیشن'' کے چیف ایڈیٹر مجید نظامی نے فرمایا:

''لیاقت علی خان امریکہ جاکر اتنے مسحور ہوئے کہ روس کے دورے کی دعوت کو بھول گئے جس کی بھاری قیمت ادا کرنی پڑی۔''

(نوائے وقت 1جولائی 1997ء، صفحہ 11)

سابق وزیرخزانہ اور اقوام متحدہ میں پاکستان کے سابق مندوب سید امجد علی ''ایوان وقت'' میں گفتگو کرتے ہوئے عجیب انکشاف کرتے ہیں:

''جب لیاقت علی خان امریکہ پہنچے تو میں واشنگٹن کے سفارت خانے میں تھا۔ یہ 1950ء کی بات ہے۔ صدر ٹرومین پاکستانی وزیراعظم کے استقبال کے لئے خود ہوائی اڈے پر آیا۔ مجھے ایک بات بخوبی یاد ہے کہ پاکستانی وزیراعظم کا دورہ بہت اہم تھا حکمران کے ہمراہ صرف پانچ افراد تھے۔ بیگم رعنا لیاقت علی خان وزارت خارجہ کے سیکرٹری اکرام اللہ، جی اے احمد سیکرٹری اطلاعات اور پروفیسر پطرس بخاری (تقریر نگار کی حیثیت سے) وزیراعظم کے ساتھ آئے تھے۔ ہاں پولیٹیکل افسر کرنل مجید ملک بھی تھے۔''

(نوائے وقت میگزین 10جنوری 1993ء)

اس حوالے سے تو یہ ثابت ہوا کہ وزیراعظم لیاقت علی خان کے امریکہ کے فیصلہ کن دورے کے موقع پر سر چوہدری محمد ظفر اللہ خان ان کے ہمراہ تھے ہی نہیں۔ اب کیا کہتے ہیں معترض مضمون نگار؟ یہ تو فیض کے اس شعر والا معاملہ ہوگیا۔

وہ بات جس کا سارے فسانے میں ذکر نہ تھا
وہ بات ان کو بہت ناگوار گزری ہے

تاریخی حقائق واضح ہوچکے ہیں

چونکہ مضمون نگار نے اپنے تینوں مضامین میں بہت سے ملکی اور تاریخی حقائق کو بری طرح مسخ کرکے پیش کیا ہے اور جماعت احمدیہ کے قابل صد احترام مشاہیر وقائدین پر ایسے ایسے شرمناک الزامات لگائے ہیں جن کا حقیقت سے ذرہ برابر بھی تعلق نہیں اور جن کی وضاحت اور اصلاح ضروری تھی اس لئے پوری وضاحتوں اور مستند و مسلّمہ حوالوں کے ذریعہ تمام الزامات کا ردّ اور اصل حقائق اور صورت حال کی حقانیت کو پوری طرح اجاگر کیا گیا ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ قارئین کرام نے ٹھنڈے دل اور انصاف کی نظر سے ہماری گذارشات اور مندرجات کا مطالعہ کیا ہوگا اور وطن عزیز کے حقیقی خیرخواہوں اور ملت کے سچے دردمندوں کو ضرور پہچان گئے ہوں گے اور مضمون نگار نے جو غلط بیانیاں کی ہیں اور جو غلط فہمیاں پھیلانے کی کوشش کی ہے ان کی اصلیت ہمارے معزز قارئین پر کھل گئی ہوگی۔

بدکلامی ودشنام طرازی کا جواب دینا ہمارا شیوہ نہیں

مضامین کے بقیہ حصوں میں جابجا مضمون نگار نے پرلے درجہ کی اور ننگ شرافت وانسانیت بدزبانی، گندہ ذہنی اور مغلظات سے کام لیا ہے۔ جس کو نمونۃً بھی درج نہیں کیا جاسکتا کہ شرفاء کو پڑھنے میں کراہت محسوس ہوگی۔ بات دراصل یہ ہے کہ جس کے پاس حقیقت یا دلیل ہو اسے اس طرح کی بدزبانی اور اخلاق وانصاف سے گری ہوئی باتیں کرنے کی حاجت نہیں ہوتی۔ اس کے متعلق مختصراً یہی کہا جاسکتا ہے کہ برتن سے وہی کچھ برآمد ہوتا ہے جو اس کے اندر بھرا ہو۔

ایک عبرتناک حکایت

کتابوں میں ایک بزرگ کا واقعہ لکھا ہے۔ وہ گھر سے نکل کر کہیں راستے میں جارہے تھے کہ ایک آوارہ کتے نے ان کے ہاتھ پر کاٹ لیا۔ وہ خون بہتے ہاتھ کے ساتھ جلد جلد گھر پہنچے تو ان کی ایک چھوٹی سی بچی نے بڑے خوف اور دکھ کے ساتھ ہاتھ سے بہتے خون کے متعلق پوچھا۔ اس بزرگ نے واقعہ بیان کردیا تو معصوم بچی کے منہ سے ایک دم غصہ سے نکلا ''بابا آپ نے اس کتے کو کیوں نہ کاٹ لیا؟'' بزرگ نے جواب دیا ''بیٹا! مجھ سے یہ کتا پن نہیں ہوسکتا''۔

امام غزالی کی کتاب ''کیمیائے سعادت''

حضرت امام غزالی اپنی شہرۂ آفاق اور علم و حکمت سے پُر کتاب کیمیائے سعادت کے صفحہ 442 پر بیان کرتے ہیں:

''آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ فحش کلام آدمی پر جنت حرام ہے اور روزِ قیامت ان کے منہ سے نجاست نکلے گی۔ جس کے تعفن سے اہل دوزخ بھی پناہ مانگنے لگیں گے اور دریافت کریں گے ان کو بتایا جائے گا کہ یہ خود بھی بدگوئی کرتے تھے اور دوسروں کی بدگوئی سنتے تھے۔ روایت ہے کہ بدگوئی کرنے والا آدمی روزِ قیامت کتے کی شکل میں اٹھے گا۔''

پھر کتاب کے صفحہ 562 پر درج ہے:

''آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ عالم بےعمل کو دوزخ میں اس طرح ڈالا جائے گا کہ اس کی پیٹھ اور گردن ٹوٹ جائے گی۔ بعض علماء علم و عمل دونوں میں ظاہری طہارت کرتے ہیں لیکن باطن ان کا ناپاک رہتا ہے......ایمان حسد کی وجہ سے اس طرح تباہ ہو جاتا ہے جیسے آگ لکڑی سے۔ وہ لوگ ایسے ہیں جیسے بیت الخلاء کہ باہر سے سفید ہے اور اندر گندگی کی وجہ سے جانے کو جی نہیں چاہتا۔ عالم بےعمل کی آنحضرتؐ نے چھلنی سے تشبیہ دی ہے کہ اس میں سے آٹا نکل جاتا ہے اور بھوسہ رہ جاتا ہے وہ لوگ علم و ہنر کی باتیں دوسروں کو سکھاتے ہیں لیکن خود مکر وفریب میں پھنسے رہتے ہیں۔'' (صفحہ 562)

(کیمیائے سعادت، مترجم ناشر: غلام علی اینڈ سنز لاہور)

مولانا حالی نے ایسے لوگوں کی خوب تصویر کشی کی ہے۔

بڑھے جس سے نفرت وہ تحریر کرنی
جگر جس سے شق ہو وہ تقریر کرنی
گنہگار بندوں کی تحقیر کرنی
مسلمان بھائی کی تکفیر کرنی
یہ ہے عالموں کا ہمارے طریقہ
یہ ہے ہادیوں کا ہمارے سلیقہ

الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔
(مینیجر)

مجلس خدام الاحمدیہ یو ایس اے کے زیر انتظام

خلافت سے محبت، نظام کی اطاعت اور بھائی چارے کے فروغ کا آئینہ دار

خلافت انٹرنیشنل سپورٹس ٹورنامنٹ 2008ء کا انعقاد

امریکہ، کینیڈا، جرمنی، یوکے اور بلجیم سے چالیس ٹیموں کی شمولیت

خلافت کی مالا میں پروئے ہوئے مختلف ممالک اور رنگ ونسل کے احمدیوں پر مشتمل ٹیموں کے کھلاڑیوں کی للّٰہی محبت واخوت کے خوبصورت اور دلآویز ماحول میں مسابقت فی الخیرات کے ناقابل فراموش نظارے

2008ء کے سال کو خلافت احمدیہ کے دائمی سفر میں ایک تاریخ ساز سنگ میل کی حیثیت حاصل ہے۔ وہ دوسری قدرت جو ایک چھوٹی سی بستی میں ظاہر ہوئی، آج دنیا کے کونے کونے میں اپنی کامیاب مسافت کا صد سالہ جشنِ تشکر منا رہی ہے۔ اسی سلسلہ کی ایک کڑی خلافت انٹرنیشنل سپورٹس ٹورنامنٹ بھی تھا جو خدام الاحمدیہ (یو۔ایس۔اے) کے زیرِ اہتمام امریکہ کے شہر نیویارک میں 16 تا 17 فروری کو منعقد ہوا۔ بین الاقوامی پیمانے پر کھیلیں منعقد کرنے کا خیال ابتداء میں نیویارک کے صدر مکرم نذیر ایاز صاحب نے پیش کیا۔ اس خیال کے پیش نظر 2003ء میں مسرور باسکٹ بال ٹورنامنٹ کا آغاز کیا گیا۔ اس ٹورنامنٹ کی مقبولیت میں ہر سال اضافہ ہوتا رہا اور گزشتہ سال اس میں تین ممالک کی ٹیموں نے حصہ لیا جبکہ کل حاضری قریباً 250 تھی۔ امسال، خلافت کی صد سالہ جوبلی کے حوالے سے اس ٹورنامنٹ میں باسکٹ بال کے علاوہ فٹبال کو بھی شامل کیا گیا۔ خدام کے ساتھ ساتھ اطفال کے مقابلے بھی رکھے گئے اور موقع کی مناسبت سے اس ٹورنامنٹ کا نام خلافت انٹرنیشنل سپورٹس ٹورنامنٹ رکھا گیا۔ باسکٹ بال کورٹس کو خلافت سے متعلق بینرز اور مختلف ممالک و اسٹیٹس کے جھنڈے آویزاں کر کے سجایا گیا تھا جس سے ہر آنے والے کو یہ محسوس ہوتا تھا کہ یہ کوئی عام ٹورنامنٹ نہیں اور اس طرح ان کا ذہن بھی جشن خلافت کے ماحول میں ڈھل جاتا۔ اس موقع پر مکرم شاہد منصور صاحب (صدر خدام الاحمدیہ کینیڈا) اور مکرم شمیم احمد صاحب (صدر خدام الاحمدیہ بلجیم) بھی تشریف لائے تھے۔ ان معززین کی شمولیت ان کے خدام کی حوصلہ افزائی اور میز بانوں کے لئے باعث افتخار تھی۔

۞...... امسال ٹورنامنٹ میں پانچ ممالک (امریکہ، کینیڈا، جرمنی، یو۔کے اور بلجیم) کی ٹیموں نے باسکٹ بال

اور ساکر کے مقابلوں میں حصہ لیا۔ علاوہ ازیں اطفال کی شمولیت نے پروگرام میں ایک اور رنگ بھر دیا۔ اس

ٹورنامنٹ نے جہاں حصہ لینے والی ٹیموں کو کھیلوں کا موقع فراہم کیا وہاں اخوت، یکجہتی اور بھائی چارہ کی وہ فضا قائم کی جس کی یاد دلوں سے محو ہونے والی نہیں۔ اس دوران بلند ہونے والی تکبیر کی آواز اور خلافت احمدیہ زندہ باد کے نعروں کی بازگشت آج بھی محسوس کی جاتی ہے۔

بظاہر تو شامل ہونے والے دور دراز کے علاقوں سے آئے تھے مگر خلافت کے تعلق نے ان دلوں کو وہ ربط بخشا کہ گویا ایک ہی مالا میں پروئے ہوئے موتی ہوں۔

۞...... چنانچہ انگلینڈ سے تشریف لائے ہوئے مکرم طارق حیات صاحب نے اس کیفیت کو یوں بیان کیا، ''اس ٹورنامنٹ نے پیار اور بھائی چارے کے ماحول میں پہلے رابطوں کو مضبوط تر بنانے اور نئے تعلقات قائم کرنے کا موقع فراہم کیا ہے''۔

۞...... اسی طرح امریکہ کے مکرم عمیر محمود صاحب نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ: ''مَیں ٹورنامنٹ کے دوران کسی سے بھی، جنہیں مَیں پہلے کبھی نہیں ملا، یوں بے تکلفی سے بات چیت کر سکتا تھا جیسے ہم بچپن کے دوست ہوں''۔ یہ کیفیت ہی کچھ اور تھی یہ سماں ہی کچھ اور تھا جہاں ہر جیتنے والا مد مقابل کے لئے نعرے بلند کرتا اور ہر مد مقابل جیتنے والے کو بھرپور سراہتے ہوئے بغل گیر ہوتا۔ ایک خادم نے کیا خوب کہا: ''بھائی چارہ اپنی ذات سے بڑھ کر اپنے بھائی کا احساس کرنے کا نام ہے''۔

۞...... تقریباً 400 خدام اور اطفال کے اس اجتماع کی ٹرانسپورٹیشن، رہائش کا بندوبست، کھانے کا انتظام اور مہمانان کے ہر قسم کے آرام کا خیال جس خوش اسلوبی سے رکھا گیا، وہ ہر شامل ہونے والے خادم و طفل کے چہرے کی الوداعی مسکراہٹ سے خوب عیاں تھا۔ یہی نہیں، بلکہ مقابلہ جات کا بروقت انعقاد، شیڈول کی تیاری، سکورنگ، ریفریز کا انتظام اور فرسٹ ایڈ کی سہولت ایک وسیع کام تھا۔ مکرم ذیشان حمید صاحب کو اس تاریخی پروگرام کی بطور ناظم اعلیٰ خدمات بجا لانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ان کے ہمراہ خرم شاہ صاحب، مرزا حارث احمد صاحب، کاشف ظفر صاحب، احمد چوہدری صاحب، ندیم احمد صاحب، محمود فاروقی صاحب، طاہر گلزار صاحب، فضل محمود صاحب، عرفان الہ دین صاحب، اسد باجوہ صاحب، عمران حئی صاحب اور دیگر منتظمین نے نہائت احسن طریق پہ اپنی ذمہ داریوں کو ادا کیا۔

مکرم ذیشان حمید صاحب نے ٹورنامنٹ کی تیاری کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے بتایا کہ ''اس نوعیت کی تقریب کے انتظامات کئی مراحل سے گزر کر انجام پاتے ہیں۔ مثلاً اس پروگرام کی تیاری میں 40 کارکنان نے تین ماہ تک کام کیا''۔

۞...... ٹورنامنٹ کا افتتاحی اجلاس ہفتے کو منعقد ہوا۔ مکرم معین االدین صاحب نے تلاوت قرآن کریم سے پروگرام کا آغاز کیا۔ مکرم رضوان الہ دین صاحب (نائب صدر خدام الاحمدیہ، یو۔ایس۔اے) نے خدام سے عہد لیا۔ اس اجلاس میں صدر خدام الاحمدیہ بلجیم نے خدام سے خطاب کیا جس میں انھوں نے کہا، ''یہ ٹورنامنٹ ایک خاص نوعیت کا ہے جس میں دو براعظموں سے خدام جمع ہوئے ہیں''۔ انھوں نے خدام کو خلافت سے وابستگی اور اخوت و بھائی چارہ کی تلقین کی۔

نائب صدر خدام الاحمدیہ خدام الاحمدیہ امریکہ مکرم محمد احمد چوہدری صاحب نے صدر صاحب امریکہ کی نمائندگی میں حاظرین سے خطاب کیا۔ اس کے بعد باقاعدہ کھیلوں کے مقابلہ جات کا آغاز ہؤا۔

۞...... پہلے روز باسکٹ بال کے دور اول (Qualifying) کے مقابلے ہوئے جن میں 18 ٹیموں نے حصہ لیا۔ کھانے اور نماز کے بعد فٹبال کے

باقی صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TLU.K.

’’الفضل ڈائجسٹ‘‘ کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

امانت ودیانت کے چندواقعات

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 24/نومبر 2006ء میں مکرم ابن کریم صاحب کے قلم سے بعض واقعات شامل اشاعت ہیں جو بے مثال امانت و دیانت کی زندہ مثالیں ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے بڑا ہی خوبصورت فقرہ تحریر فرمایا ہے: ’’تقویٰ کی باریک راہیں اختیار کرو‘‘۔ دراصل اس تعلیم میں آپ کا اپنا عکس نظر آتا ہے کہ کس طرح آپ نے خدا کی رضا کی باریک راہیں اختیار کیں۔ سیر کے دوران بعض صحابہ نے کسی کھیت سے لگے ہوئے کیکر سے مسواکیں اتاریں تو فرمایا: تم لوگوں نے اس کے مالک سے اجازت لی ہے؟ اور اسی طرح ایک دفعہ آپ نے دیکھا کہ بعض ہمراہیوں نے کسی کی بیری کے چند بیر اٹھالئے ہیں تو یہی فرمایا: کیا مالک سے پوچھا ہے؟

یہ روح جماعت کے افراد میں خدا کے فضل سے پیدا ہو چکی ہے، دیانت اور امانت ان کا طرۂ امتیاز ہے۔ دوسروں کے اموال کی نگرانی اور حفاظت ان کی عادت ثانیہ بن چکی ہے۔ اسی حوالے سے چند مشاہدات وواقعات پیش ہیں:

☆ مجھے گوجرانوالہ تعیناتی کے دوران ایک احمدی وکیل سے ملنے کچہری جانا پڑا۔ چند آدمی جو اپنے کسی لڑائی جھگڑے کی وجہ سے وہاں ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے دوران گفتگو وہاں کے ایک مجسٹریٹ کو اچھی خاصی گالی دی اور کہا اس نے یہ کام کہاں کرنا ہے۔ ایک احمدی دوست نے مجھے بتایا کہ وہ احمدی مجسٹریٹ ہیں انہوں نے ناجائز کام کرنا نہیں اور ایسے لوگ روزانہ ہی یہ سلوک ان سے کرتے ہیں۔

☆ پاکستان کے ایک شدید معاند احمدیت جرنیل اور صدر مملکت نے ایک طرف تو جماعت کو اپنے زعم میں مٹانے کے قوانین مقرر کئے اور اس کے باوجود آپریشن کروانے کے لئے یہ کہتے ہوئے ایک احمدی سرجن ہی سے رجوع کیا کہ ’’اس وقت صرف آپ ہی واحد سرجن ہیں جن پر میں اعتماد کرسکتا ہوں‘‘۔

☆ مجھے ایک کاروباری دوست نے بتایا کہ میں فیصل آباد سے تھوک کے حساب سے سامان ربوہ لاتا ہوں۔ وہاں تھوک مرچنٹ کو جب یہ پتہ چلا کہ میں ربوہ سے تعلق رکھتا ہوں تو اس نے کہا مجھے تمہارے پیسوں کی اب کوئی فکر نہیں۔ اول تو ربوہ والے پیسے مارتے ہی نہیں اور اگر کوئی مسئلہ ہو تو آپ کے ہاں جو نظام ہے اس کے ذریعہ ہم اپنا حق لے لیتے ہیں۔

☆ چند سال پہلے ایک تانگہ بان جو ربوہ کے قرب و جوار ہی سے تعلق رکھتے تھے احمدی ہوئے۔ میں نے ان سے پوچھا آپ کو احمدیت کی طرف کس طرح رغبت پیدا ہوئی۔ انہوں نے بتایا یوں تو احمدیوں کے اچھے اخلاق و کردار کے سبھی معترف ہیں مگر چند سال پہلے کا واقعہ میں کبھی بھول نہیں سکتا۔ ہوا یوں کہ ایک رات میں نے سٹیشن سے فیکٹری ایریا کے لئے ایک نوجوان طالب علم کو بٹھایا اور دس روپے کرایہ طے کیا۔ جب ہم منزل پر پہنچے تو اُس نے مجھے دس روپے کا نوٹ دیا جو اندھیرے میں مَیں نے جیب میں رکھ لیا۔ مگر جب روشنی میں آکر دیکھا تو وہ دس کی بجائے پانچ روپے کا نوٹ تھا۔ اگلی صبح میں نے دیکھا کہ ایک نوجوان بڑی بے تابی سے مختلف تانگہ بانوں سے پوچھ رہا تھا کہ آپ تو رات کو مجھے نہیں چھوڑنے گئے تھے۔ بالآخر اس نے مجھے بھی روک کر یہی سوال کیا۔ میں نے اثبات میں جواب دیا تو اس نے پانچ روپے دیئے اور کہا کہ رات کو اندھیرے کی وجہ سے غلطی ہوگئی تھی اور بار بار معذرت کی۔ اس واقعہ نے میرے دل میں احمدیت کا بیج بو دیا جو بعد میں درخت بن گیا۔

☆ ایک صاحب کا کوئی کیس ایک جماعتی دفتر میں چل رہا تھا۔ بقول ان کے مَیں اس لڑائی جھگڑے کی وجہ سے بہت بددل تھا اور بالکل کنارے پر پہنچ گیا تھا مگر ایک چھوٹی سی بات نے مجھ پر اتنا گہرا اور حیرت انگیز اثر کیا کہ میرا دل صاف ہوگیا۔ ہوا کچھ یوں کہ دفتر کے ایک کارکن سے میں نے معاملہ کی نقل مانگی۔ انہوں نے کہا کہ دو روپے اس کاپی پر خرچ آئے ہیں وہ آپ جمع کروا دیں۔ میں نے اُنہیں پانچ روپے دیئے تو اُس کارکن نے فوری طور پر مجھے تین روپے تھما دیئے۔ میں جانتا ہوں کہ دوسرے محکموں اور دفتروں میں تو حیلوں بہانوں سے روپے بٹورے جاتے ہیں اور بقائے کا تو تصور ہی نہیں ہے مگر یہاں پائی پائی کا حساب بے باق کیا جاتا ہے۔ اس چھوٹی سی دیانتداری نے میرے پہاڑوں جیسے خدشات دُور کردیئے۔

☆ محترم مولوی تاج دین صاحب مرحوم جو ناظم دارالقضاء تھے کی دیانتداری کا یہ عالم تھا کہ اگر کوئی صاحب تحفہ حتیٰ کہ عقیقہ وغیرہ کا گوشت بھی تحفتہً لاتے تو نام پوچھنے کے بعد اسے کہتے آپ تھوڑی دیر باہر ٹھہریں، اندر آکر لسٹ دیکھتے کہ کہیں ان کا کوئی کیس تو نہیں۔ اگر کیس وغیرہ ہوتا تو معذرت سے وہ تحفہ واپس کر دیتے۔ دوسری طرف گھر کے اندر تنگدستی کا عالم یہ تھا کہ ایک دفعہ شدید بخار ہوگیا۔ گرمیوں کے دن تھے۔ کچھ لوگ عیادت کے لئے گھر گئے تو دیکھا کہ آپ بخار کے باوجود صحن میں بیری کے درخت کے نیچے لیٹے ہوئے تھے۔ لوگوں نے اصرار کیا کہ مولوی صاحب یہاں باہر تو گرمی ہے اندر کمرہ میں جاکر پنکھے کے نیچے آپ آرام کریں۔ مگر مولوی صاحب نے بار بار اصرار کے باوجود یہی کہا کہ نہیں میں یہاں ٹھیک ہوں۔ مگر حقیقت یہ تھی کہ اس قناعت پسند مخلص کے کمرہ میں کوئی بجلی سے چلنے والا پنکھا ہی موجود نہیں تھا اس لئے خاموشی کے ساتھ بیری کے درخت کے نیچے لیٹے ہوئے تھے۔ اِس وقت آپکی ساری اولاد مریکہ میں مقیم ہے اور دین و دنیا کی حسنات سے خدا نے انہیں خوب نوازا ہے۔

☆ میرے ایک دوست کینیڈا سے ربوہ آئے تو ایک دفعہ کہیں سے تبادلے میں حاصل کی گئی رقم میں ایک بڑی مقدار جعلی کرنسی کی شامل ہوگئی۔ اُن کے علم میں جب یہ آیا تو جن جن جگہوں پر انہوں نے لین دین کیا تھا، ان لوگوں کے پاس فرداً فرداً گئے اور بتایا کہ مجھے ملنے والی رقم میں جعلی کرنسی کے نوٹ کسی نے عمداً دھوکہ دہی سے شامل کر دیئے ہیں اور میں انہیں روپوؤں میں سے خرید و فروخت کر چکا ہوں۔ آپ برائے مہربانی رقم چیک کر لیں کیونکہ یہ میرا ضمیر برداشت نہیں کرتا کہ مجھے تو نقصان پہنچ ہی چکا ہے اور آگے میں کسی کو دھوکہ دہی اور بددیانتی سے نقصان پہنچاؤں۔ چنانچہ اس طرح اُن کے نقصان کا ازالہ کیا۔ ان کا کہنا تھا کہ ان میں سے بعض اب بھی ہمیشہ مجھے متشکرانہ نظر سے دیکھتے ہیں اور اس کا اظہار بھی کرتے ہیں کہ آپ نے ہمیں بڑے نقصان سے بچایا۔ حالانکہ یہ سب حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی تعلیمات ہی کا اثر ہے کہ ہم لوگ ایسی قباحتوں سے محفوظ ہیں اور ہمارے ضمیر بیدار ہیں۔

☆ محلّہ کے ایک دکاندار نے سنایا کہ ہمارے ایک واقف زندگی گھرانہ کے بچوں کا میری دکان پر آنا جانا ہے۔ ایک دن مجھے بقایا رقم دینے میں غلطی لگ گئی۔ بچے نے پچاس روپے دیئے تھے، میں سمجھا اس نے سو روپیہ دیا ہے چنانچہ پچاس روپے زیادہ واپس کردیئے۔ بچہ یہ رقم پکڑے جب گھر پہنچا تو اس کی والدہ نے اس کی خوب خبر لی کہ تم نے خود رقم کیوں نہ چیک کی اور اگر دکاندار کو غلطی لگ گئی تھی تو تم یہ زائد رقم گھر لائے کیوں؟۔ پھر بچے کے والد اس کے ساتھ میری دکان پر آئے اور بچے کے ہاتھ سے وہ رقم واپس کی۔

یہ واقعہ سن کر مجھے وہ کہانی یاد آگئی جب ایک ایک نامی گرامی چور نے تختہ دار پر چڑھائے جانے سے پہلے اپنی ماں کو پیار کرنے کے بہانے اُس کا کان چبالیا تو لوگوں نے کہا بدبخت آخری وقت میں تم نے ایک اَور ظالمانہ فعل کرڈالا۔ اُس نے کہا حقیقت یہ ہے کہ بچپن میں جب چھوٹے موٹے جرائم کرتا تو میری ماں کبھی برا نہ مناتی بلکہ میرے جرم پر پردہ ڈالتی، اگر اس وقت مجھے ٹوک دیا جاتا تو آج میں اس انجام کو نہ پہنچتا۔

☆ حضرت بابا صدرالدین صاحب قادیانیؓ نہایت مخلص سادہ طبع اور نیک سیرت بزرگ تھے۔ شروع ایام میں تو اپنے پیشے (کمہار) کا ہی کام کرتے تھے۔ لیکن بعد میں انہوں نے آٹے اور دالوں کی دوکان کھول لی۔ یہ کاروبار خوب چلا لیکن تقسیم ہند سے کچھ قبل کاروبار میں خاصا نقصان ہوگیا اور آپؓ مقروض ہوگئے۔ تقسیم ہند کی وجہ سے کاروبار جاتا رہا اور بابا جی محض درویشی وظیفہ پر گزارہ کرنے لگے۔ لیکن آفرین ہے اس بوڑھے کی جواں ہمتی پر کہ اس نے زمانہ درویشی ہی میں وہ قرض بے باق کردیا۔ اس طرح کہ انہوں نے لنگر خانے کو آٹا دالوں کی سپلائی شروع کردی۔ ساری اجناس وہ اپنے بوڑھے کمزور ہاتھوں سے صاف کرتے اور خود چکی چلاکر دالیں بناتے اور یوں اس 80 سالہ پیر فرتوت نے اپنی جھریوں والی کمزور بانہوں کے بل پر سارا قرض اتار دیا۔

مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب اوورسیئر

مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب اوورسیئر مورخہ 28 مارچ 2007ء کو بعمر 93 سال وفات پاگئے اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین عمل میں آئی۔

فروری 1939ء میں آپ نے بیعت کی۔ دسمبر 1945ء میں آپ نے حضرت فضل عمر کی خدمت میں وقف زندگی کیلئے لکھا۔ جنوری 1946ء میں آپ کو قادیان طلب کیا گیا۔ حضرت فضل عمر نے آپ کا وقف منظور کرکے آپ کو باقاعدہ سلسلے کے تعمیراتی کاموں کی نگرانی سپرد کی۔ سب سے پہلا پراجیکٹ جو آپ کے سپرد ہوا وہ قادیان میں تعلیم الاسلام کالج کی دوسری منزل کی تعمیر کا کام تھا۔ اس کے بعد جلد پاکستان بن گیا اور آپ ربوہ آگئے۔ ربوہ کی تعمیر کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے شہر کی Lay Out کا سارا کام آپ نے کیا۔ نئی کالونیوں کی تعمیر کے وقت بھی اس کام کیلئے آپ نے خدمات سرانجام دیں۔ عملی تعمیرات کے سلسلے میں آپ کو تحریک جدید انجمن احمدیہ کے دفاتر کی تعمیر۔ تحریک جدید کے کچھ کوارٹرز، ایبٹ آباد میں جماعتی عمارات کی تعمیر کی نگرانی کا موقعہ ملا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 30 مارچ 2007ء کے خطبہ جمعہ میں ان کا ذکر خیر فرمایا اور بعد جمعہ نماز جنازہ غائب پڑھائی۔ آپ نے اپنے پیچھے پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 21/فروری 2007ء میں شامل اشاعت مکرم عبدالصمد قریشی صاحب کی نظم سے انتخاب پیش ہے:

یہ زمیں اس کی ، فلک اس کا ، ستارے اس کے
یہ دھنک رنگ سبھی حسن یہ سارے اس کے
سارے عالم میں نظر آتے ہیں اُس کے جلوے
چارسو نُور کے بہتے ہوئے دھارے اس کے
ہر مصیبت سے ہر اک غم سے بچاتا ہے وہی
یوں شب و روز گزرتے ہیں سہارے اس کے
اپنے پیاروں کی صداقت کے دکھاتا ہے نشاں
طالبو! دیدہ ورو!! دیکھو اشارے اس کے

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 9/فروری 2007ء میں پنڈت جگن ناتھ پرشاد آنند کی نعت شائع ہوئی ہے جو ایک پرانے رسالہ سے منقول ہے۔ اس نعت سے انتخاب ملاحظہ کیجئے:

دشتِ فاراں تک جو میرِ کارواں پہنچا نہیں
معرفت کی منزلوں تک وہ جواں پہنچا نہیں
مدحِ حسنِ مصطفیٰ ہے ایک بحرِ بیکراں
اس کے ساحل تک کوئی شیریں بیاں پہنچا نہیں
نیک و بد کی ہے خبر تُو واقفِ کونین ہے
ہے پہنچ تیری جہاں وہم و گماں پہنچا نہیں

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

18th April 2008 – 24th April 2008

Please Note that programmes and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 18th April 2008

00:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat, & MTA News
00:55 Huzoor's Tours: programme documenting Huzoor's visit to India.
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking Guests. Recorded on 7th April 1998.
02:25 Al Maa'idah
02:45 Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 9th December 1997.
03:55 Seerat-un-Nabi (saw)
05:05 Mosha'airah: an evening of poetry
06:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:05 Children's Class with Huzoor, recorded on 2nd December 2007.
08:15 Le Francais C'est Facile: lesson no. 88
08:40 Siraiki Service: a discussion in Siraiki on the life of the Holy Prophet Muhammad (saw)
09:25 Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Recorded on 7th April 1994.
10:10 Indonesian Service
11:10 Seerat Sahaba Rasool (saw)
12:00 Live Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V from Baitul Futuh.
13:20 Tilaawat & MTA News
14:05 Dars-e-Hadith
14:20 Bengali Reply to Allegations: a Bengali discussion programme replying to various allegations made against the Ahmadiyya Jama'at.
15:20 Seerat Sahaba Rasool (saw)
15:55 Friday Sermon [R]
17:20 Spotlight: An Interview with Brigadier Ijaz Ahmad Khan, Hosted by Mahmud Jawaid Asad. Part 2.
18:05 Le Francais C'est Facile: lesson no. 88
18:30 Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif.
20:35 MTA International News Review Special
21:05 Canada Independence Day
21:35 Friday Sermon [R]
23:05 Urdu Mulaqa'at: Session no. 9 [R]

Saturday 19th April 2008

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
01:10 Le Francais C'est Facile: lesson no. 88
01:35 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 9th April 1998.
02:50 Friday Sermon: recorded on 11th April 2008.
04:05 Spotlight: An Interview with Brigadier Ijaz Ahmad Khan, hosted by Mahmud Jawaid Asad. Part 2.
04:45 Canada Independence Day
05:15 Urdu Mulaqa'at: Session no. 7, recorded on 7th April 1994.
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00 Children's Class with Huzoor, recorded on 2nd December 2007.
08:20 Friday Sermon: recorded on 18th April 2008 [R]
09:25 Seerat Sahaba Hadhrat Masih Maud (as)
10:05 Indonesian Service
11:05 French Service
12:10 Tilaawat & MTA News
13:00 Bangla Shomprochar
14:00 Intikhab-e-Sukhan: poem request programme
15:00 Children's Class [R]
16:10 Pakistan National Assembly 1974: An Urdu programme with Dost Muhammad Shahid.
17:20 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 3rd December 1995. Part 1.
18:30 Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif.
20:35 International Jama'at News
21:05 Children's Class [R]
22:15 Pakistan National Assembly 1974: An Urdu programme with Dost Muhammad Shahid.
23:20 Friday Sermon: recorded on 18th April 2008 [R]

Sunday 20th April 2008

00:25 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 21st April 1998.
02:45 Seerat Sahabah Hadhrat Masih Maood (as)
03:30 Friday Sermon: recorded on 18th April 2008
04:35 Mosha'airah: an evening of poetry focusing on the Khilafat Jubilee.
05:25 Ken Harris Oil Painting
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) class with Huzoor, recorded on 15th December 2007.
08:00 Canada Independence Day
08:30 Learning Arabic: lesson no. 20.
09:15 Huzoor's Tours: programme documenting Huzoor's visit to India.
10:00 Indonesian Service
11:00 Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 2nd February 2007.
12:00 Tilaawat & MTA News
12:55 Bengali Reply to Allegations: discussion programme replying to various allegations made against the Ahmadiyya Muslim Jama'at.
14:00 Friday Sermon: Rec. 18th April 2008.
15:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) [R]
16:05 Pakistan National Assembly 1974: An Urdu programme with Dost Muhammad Shahid.
17:10 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 13th May 1984.
18:30 Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif.
20:30 MTA International News
21:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) [R]
22:05 Pakistan National Assembly 1974 [R]
22:55 MTA Travel: a visit to Islamabad in Surrey.
23:20 Seerat-un-Nabi (saw)

Monday 21st April 2008

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:00 Canada Independence Day
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 22nd April 1998.
02:30 Friday Sermon: recorded on 18th April 2008
03:35 Learning Arabic: lesson no. 20
04:20 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 13th May 1984.
05:25 Seerat-un-Nabi (saw)
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) class held with Huzoor. Recorded on 16/12/2007.
07:55 Le Francais C'est Facile: lesson no. 97
08:20 Jalsa Salana Qadian 2006: opening session, recorded on 26th December 2006.
09:00 Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 31st January 1999.
10:00 Indonesian Service
11:05 Medical Matters
12:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:00 Bangla Shomprochar
14:00 Friday Sermon: recorded on 02/03/2007
15:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) [R]
15:55 Le Francais C'est Facile: lesson no. 97
16:20 Jalsa Salana Qadian 2006 [R]
16:50 Rencontre Avec Les Francophones [R]
17:55 Medical Matters
18:35 Arabic Service: a discussion on the topic of Hijab, hosted by Maha Dabbous.
19:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 23rd April 1998.
20:45 MTA International Jama'at News
21:20 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) [R]
22:20 Friday Sermon [R]
23:15 Jalsa Salana Qadian 2006 [R]

Tuesday 22nd April 2008

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:00 Le Francais C'est Facile: lesson no. 97
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 23rd April 1998.
02:40 Friday Sermon: rec. 2nd March 2007.
03:35 Medical Matters
04:15 Rencontre Avec Les Francophones
05:25 Jalsa Salana Qadian 2006
06:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:05 Bustan-e-Waqfe Nau with Huzoor, recorded on 22nd December 2007.
08:10 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 17th May 1984.
09:00 Solar System: the formation of planets.
10:00 Indonesian Service
11:00 Sindhi Service
12:00 Tilaawat, Dars & MTA News
13:00 Bangla Schomprochar
14:05 Jalsa Salana France 2004: Concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 28th December 2004.
15:10 Bustan-e-Waqfe Nau [R]
16:30 Question and Answer session [R]
17:30 Friday Sermon: recorded on 18th April 2008.
18:30 Arabic Service
19:30 Solar system [R]
20:30 MTA International News Review Special
21:15 Bustan-e-Waqfe Nau [R]
22:15 History of Cordoba
23:00 Jalsa Salana France 2004 [R]

Wednesday 23rd April 2008

00:00 Tilaawat, Dars & MTA News
01:00 Learning Arabic: lesson no. 21
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 28th April 1998.
02:30 Solar System: the formation of planets.
03:40 Question and Answer Session
04:25 Jalsa Salana France 2004: Concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 28th December 2004.
05:25 History of Cordoba
06:05 Tilaawat, Dars-e-hadith & MTA News
07:20 Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) Class with Huzoor recorded on 23rd December 2007.
08:30 Seerat Hadhrat Masih Maood (as)
09:05 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 21st May 1984.
10:10 Indonesian Service
11:05 Swahili Service
12:00 Tilaawat & MTA News
12:50 Bangla Shomprochar
13:50 From the Archives: Friday sermon recorded on 14th February 1986.
15:00 Jalsa Salana UK: speech delivered by Dr Hameed Khan at Jalsa Salana UK 1990.
15:35 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) [R]
16:50 Khilafat Jubilee Quiz
17:25 Question and Answer Session: recorded on 21st May 1984 [R]
18:30 Arabic Service
19:25 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 5th May 1998.
20:30 MTA International Jamaat News
21:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) [R]
22:30 Australian Documentary
22:50 From the Archives: Friday sermon recorded on 14th February 1986. [R]

Thursday 24th April 2008

00:00 Tilaawat, Documentary & MTA News Review
01:05 Hamaari Kaenaat: A series of programmes about the universe.
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 5th May 1998.
02:30 Australian Documentary
03:00 Seerat Hadhrat Masih Maood (as)
03:30 From the Archives
04:45 Khilafat Jubilee Quiz
05:25 Jalsa Salana UK: speech delivered by Dr Hameed Khan at Jalsa Salana UK 1990.
06:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class with Huzoor, recorded on 12th January 2008.
08:10 English Mulaqa'at: A question and answer session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking friends. Session no. 24, recorded on 9th July 1994.
09:15 Huzoor's Tours: programme documenting Huzoor's visit to India
10:25 Indonesian Service
11:40 Pushto Service: selected sayings of the Holy Prophet Muhammad (saw).
12:00 Tilaawat, Dars & MTA News
13:00 Bangla Shomprochar: Bengali translation of Friday sermon recorded on 18th April 2008.
14:05 Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'an verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session no. 220, recorded on 10th December 1997.
15:10 Huzoor's Tours[R]
16:25 English Mulaqa'at: Session no. 24, recorded on 9th July 1994 [R]
17:30 Mosha'airah: an evening of poetry [R]
18:30 Arabic Service: Al Hiwar Al Mubashar: Arabic discussion programme hosted by Muhammad Sharif, recorded on 6th March 2008.
20:30 MTA Interntional News Review
21:05 Ahmadiyyat and Science: a talk with Dr Masood-ul-Hassan Noori. Part 1.
21:35 Tarjamatul Qur'an Class: Class no. 220, recorded on 10th December 1997.
22:55 Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) [R]

****Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 GMT & 17:00 GMT***

Al Fazl International Weekly, London

22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 15 Friday 11 April , 2008 Issue No. 15

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

کتاب اللہ کا احسان عظیم مسیحی دنیا پر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آج سے 114 سال قبل کی حقیقت افروز تحریر جو عالم مذاہب میں ہمیشہ سنہری حروف سے لکھی جائے گی۔

’’وہ دلیل جو نبوت اور رسالت کے مفہوم سے ایک سچے نبی کے لئے قائم ہوتی ہے وہ حضرت مسیح کے لئے قائم نہیں ہوسکی۔ اگر قرآن اِن کی نبوت کا بیان نہ کرتا تو ہمارے لئے کوئی بھی راہ کھلی نہیں تھی کہ ہم ان کو سچے نبیوں کے سلسلہ میں داخل کرسکیں۔ کیا جس کی یہ تعلیم ہو کہ مَیں خدا ہوں اور خدا کا بیٹا اور بندگی اور فرمانبرداری سے آزاد اور جس کی عقل اور معرفت صرف اس قدر ہو کہ میری خودکشی سے لوگ گناہ سے نجات پا جائیں گے ایسے آدمی کو ایک دم کے لئے بھی کہہ سکتے ہیں کہ وہ دانا اور راہ راست پر ہے۔ مگر الحمدللہ کہ قرآنی تعلیم نے ہم پر یہ کھول دیا کہ ابن مریم پر یہ سب جھوٹے الزام ہیں۔ انجیل اور تثلیث کا نام و نشان نہیں۔ ایک عام محاورہ لفظ ابن اللہ کا جو پہلی کتابوں میں آدم سے لے کر اخیر تک ہزارہا لوگوں پر بولا گیا تھا وہی عام لفظ حضرت مسیح کے حق میں انجیل میں آگیا۔ پھر بات کا بتنگڑ بنایا گیا۔ یہاں تک کہ حضرت مسیح اسی لفظ کی بنیاد پر خدا بھی بن گئے حالانکہ نہ کبھی مسیح نے خدائی کا دعویٰ کیا اور نہ کبھی خودکشی کی خواہش ظاہر کی جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر ایسا کرتا تو راستبازوں کے دفتر سے اس کا نام کاٹا جاتا۔ یہ بھی مشکل سے یقین ہوتا ہے کہ ایسے شرمناک جھوٹ کی بنیاد حواریوں کے خیالات کی برگشتگی نے پیدا کی ہو کیونکہ گو اُن کی نسبت جیسا کہ انجیل میں بیان کیا گیا ہے یہ صحیح بھی ہو کہ وہ موٹی عقل کے آدمی اور جلدتر غلطی کھانے والے تھے لیکن ہم اس بات کو قبول نہیں کر سکتے کہ وہ ایک نبی کے صحبت یافتہ ہوکر ایسے بیہودہ خیالات کی جنس کو اپنی ہتھیلی پر لئے پھرتے تھے۔ مگر انجیل کے حواشی پر نظر غور کرنے سے اصل حقیقت یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ ساری چالبازی حضرت پولوس کی ہے جس نے پولیٹیکل چالبازوں کی طرح عمیق مکروں سے کام لیا ہے۔

غرض جس ابن مریم کی قرآن نے ہم کو خبر دی ہے وہ اسی ازلی ابدی ہدایت کا پابند تھا جو ابتداء سے بنی آدم کے لئے مقرر کی گئی ہے۔ لہذا اُس کی نبوت کے لئے قرآنی ثبوت کافی ہے۔ گو انجیل کی رو سے کتنے ہی شکوک و شبہات اُس کی نبوت کے بارے میں پیدا ہوں‘‘۔

(روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 370-371)

❁❁❁❁❁❁

غیرت رسول کی تاریخ کا گم گشتہ ورق

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے 20؍دسمبر 1885ء کو تحریر فرمایا:

’’ہم اس بات کو افسوس سے ظاہر کرتے ہیں کہ ایک ایسے شخص کے مقابل پر یہ نمبر نور القرآن جاری ہوا ہے جس نے بجائے مہذبانہ کلام کے ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت گالیوں سے کام لیا ہے اور اپنی ذاتی خباثت سے اُس ام الطیبین و سید المطہرین پر سراسر افترا سے ایسی تہمتیں لگائی ہیں کہ ایک پاک دل انسان کو ان کے سننے سے بدن کانپ جاتا ہے۔ لہٰذا محض ایسے یاوہ لوگوں کے علاج کے لئے جواب ترکی بہ ترکی دینا پڑا۔ ہم ناظرین پر ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ حضرت مسیح علیہ السلام پر نہایت نیک عقیدہ ہے اور ہم دل سے یقین رکھتے ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کے سچے نبی اور اس کے پیارے تھے اور ہمارا اس بات پر ایمان ہے کہ وہ جیسا کہ قرآن شریف ہمیں خبر دیتا ہے اپنی نجات کے لئے ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر دل و جان سے ایمان لائے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے صدہا خادموں میں سے ایک مخلص خادم وہ بھی تھے۔ پس ہم ان کی حیثیت کے موافق ہر طرح ان کا ادب ملحوظ رکھتے ہیں۔ لیکن عیسائیوں نے جو ایک ایسا یسوع پیش کیا ہے جو خدائی کا دعویٰ کرتا تھا اور بجز اپنے نفس کے تمام اولین و آخرین کو لعنتی سمجھتا تھا یعنی اُن بدکاریوں کا مرتکب خیال کرتا تھا جن کی سزا لعنت ہے۔ ایسے شخص کو ہم بھی رحمت الٰہی سے بے نصیب سمجھتے ہیں۔ قرآن نے ہمیں اس گستاخ اور بدزبان یسوع کی خبر نہیں دی۔ اس شخص کی چال چلن پر ہمیں نہایت حیرت ہے جس نے خدا پر مرنا جائز رکھا اور آپ خدائی کا دعویٰ کیا۔ اور ایسے پاکوں کو جو ہزارہا درجہ اس سے بہتر تھے گالیاں دیں۔ سو ہم نے اپنی کلام میں ہر جگہ عیسائیوں کا فرضی یسوع مراد لیا ہے اور خدا تعالیٰ کا ایک عاجز بندہ عیسیٰ ابن مریم جو نبی تھا جس کا ذکر قرآن میں ہے وہ ہمارے درشت مخاطبات میں ہرگز مراد نہیں اور یہ طریق ہم نے برابر چالیس برس تک پادری صاحبوں کی گالیاں سن کر اختیار کیا ہے۔ بعض نادان مولوی جن کو اندھے اور نابینا کہنا چاہئے عیسا کو معذور رکھتے ہیں کہ وہ بچارے کچھ بھی منہ سے نہیں بولتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ بے ادبی نہیں کرتے۔ لیکن یاد رہے کہ درحقیقت پادری صاحبان تحقیر و توہین اور گالیاں دینے میں اول نمبر پر ہیں۔ ہمارے پاس ایسے پادریوں کی کتابوں کا ایک ذخیرہ ہے جنہوں نے اپنی عبارت کو صدہا گالیوں سے بھر دیا ہے۔ جس مولوی کی خواہش ہو وہ آکر دیکھ لیوے اور یاد رہے کہ آئندہ جو پادری صاحب گالی دینے کے طریق کو چھوڑ کر ادب سے کلام پیش کریں گے ہم بھی ان کے ساتھ ادب سے پیش آویں گے اب تو وہ اپنے یسوع پر آپ حملہ کر رہے ہیں کہ کسی طرح سب و شتم سے باز ہی نہیں آتے۔ ہم سنتے سنتے تھک گئے اگر کوئی کسی کے باپ کو گالی دے تو کیا اس مظلوم کا حق نہیں ہے کہ اس کے باپ کو بھی گالی دے اور ہم نے تو جو کچھ کہا واقعی کہا۔ وَاِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ‘‘۔

(نور القرآن نمبر 2۔ روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 269-270)

❁❁❁❁❁❁

بقیہ: خلافت انٹرنیشنل سپورٹس ٹورنامنٹ از صفحہ نمبر 13

مقابلے شروع ہوئے۔ فٹبال کے مقابلوں میں جرمن ٹیم کی کارکردگی قابلِ دید تھی۔ وہ مہارت اور اعلیٰ حکمت عملی کا مظاہرہ کرتے ہوئے فائنل میں پہنچے جہاں ان کا مقابلہ برطانیہ کی پرجوش اور باصلاحیت ٹیم سے ہوا۔ اس مقابلے سے شائقین خوب لطف اندوز ہوئے۔ تمام نگاہیں فٹ بال پر یوں چپکی ہوئی تھیں گویا ناظرین کے سر گھڑیال کے پینڈولم کی طرح ایک گول پوسٹ سے دوسرے کی طرف مسلسل محو حرکت تھے۔ جب معینہ وقت میں مقابلہ دو دو گول سے برابر رہا تو نتیجہ پینلٹی ککس کے رحم کرم پر چھوڑ دیا گیا۔ انتہائی سنسنی خیز لمحات سے گزر کر آخر برطانیہ کی ٹیم فاتح قرار پائی۔

❁ ...... اس ٹورنامنٹ میں اطفال کی دس ٹیموں نے حصہ لیا۔ باسکٹ بال کے مقابلوں میں کینیڈا سے شرکت کرنے والی اطفال کی ٹیم نے کامیابی حاصل کی۔

❁ ...... کھیل کے مقابلوں کے علاوہ اطفال کیلئے مکرم ڈاکٹر فہیم یونس صاحب (صدر خدام الاحمدیہ امریکہ) اور مکرم اظہر حنیف صاحب (مربی سلسلہ) کی موجودگی میں ایک دینی مجلس کا بیت الظفر میں انعقاد کیا گیا۔ اس دوران سوال و جواب کی مجلس کا بھی اہتمام کیا گیا تھا اور آخر پہ اطفال میں چاکلیٹس بھی تقسیم کی گئیں۔

❁ ...... ٹورنامنٹ کے دوسرے دن مکرم نوید ملک صاحب اور سفیر بھٹی صاحب نے خلافت سے متعلق ایک سٹال لگایا، جس میں حاضرین کی دلچسپی اور معلومات کے لیے بہت سے پوسٹرز، پمفلٹ اور تصاویر شامل تھیں۔ اسی روز شعبہء خدمتِ خلق امریکہ کے تحت ایک عطیہ خون کی تحریک (Blood Drive) کا انتظام کیا گیا جس کے ذریعے 30 افراد نے خون کا عطیہ پیش کیا۔ اس (Blood Drive) میں 9 غیر از جماعت افراد نے بھی حصہ لیا۔

❁ ...... فٹبال کے مقابلے تو ہفتے کے روز ہی مکمل ہو گئے جبکہ باسکٹ بال کے مقابلوں کا دوسرا دور یعنی (Playoffs) اتوار کو منعقد کیا گیا۔ ابھی ساکر کے قصے زبان زد عام تھے کہ باسکٹ بال کورٹس میں ہلچل مچنی شروع ہوئی۔ امسال باسکٹ بال کا فائنل مقابلہ گزشتہ سال جیتنے والی، کینیڈا اور امریکہ کی ٹیموں کے مابین کھیلا گیا۔ گرم جوشی کی ایک لہر تھی جو میدان کے اندر بھی اور باہر بھی محسوس کی جاسکتی تھی۔ یہ مقابلہ بہت سخت اور دلچسپ رہا اور دونوں طرف کے کھلاڑیوں نے بھرپور کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ شائقین کی تحسین آفرین اور حوصلہ افزائی پر مشتمل پُروقار اسلامی نعرے میچ کے لطف کو دوبالا کررہے تھے۔ یہ مقابلہ اپنے آخری لمحات میں انتہائی دلچسپ صورت اختیار کر گیا اور بالآخر امریکہ کی ٹیم نے میچ 23 کے مقابلے میں 24 پوائنٹ سے جیت لیا۔ فضا نعرہ تکبیر، خدام الاحمدیہ زندہ باد، خلافت احمدیہ زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھی۔ ادھر دیکھنے والوں نے وہ نظارہ دیکھا جو اس ٹورنامنٹ کی عین ترجمانی کرتا تھا۔ صدر خدام الاحمدیہ امریکہ اور صدر خدام الاحمدیہ کینیڈا بغل گیر ہیں اور دیکھنے والوں کو گویا یہ پیغام دے رہے ہیں کہ خدام الاحمدیہ کے جھنڈے تلے ہم ایک ہیں، علاقوں، زبانوں اور رنگ و نسل کے فرق سے بالا ایک رشتہ ہے، خدام الاحمدیہ کا رشتہ، جو عالمگیر ہے۔ اس موقع پر صدر صاحب خدام الاحمدیہ کینیڈا نے کہا، ’ہم اس ٹورنامنٹ میں باسکٹ بال یا فٹبال نہیں بلکہ اپنے بھائیوں کا دل جیتنے آئے تھے‘‘۔

❁ ...... پروگرام کا اختتامی اجلاس اتوار کو منعقد ہوا جس میں North Hempstead کے ٹاؤن سپروائزر John Mr. Kaiman اور Nassau County کے Director of Minorities مکرم مہندر سنگ تنیجا نے بھی شرکت کی۔ مسٹر کے مین نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا ’’یہ ماحول دیکھ کر تو مجھے خیال گزرا کہ میں اپنے 12 سالہ بیٹے کو بھی اس ٹورنامنٹ میں شرکت کے لئے لے آتا‘‘۔ مسٹر کے مین نے پروگرام کے اعلیٰ نظم و ضبط، خدام کے بھائی چارہ اور جوش و خروش کو خوب سراہا۔

❁ ...... پروگرام کے اختتام پر مہمان ٹیموں کا صدر صاحبان خدام الاحمدیہ امریکہ، کینیڈا، بلجیم، ناظم اعلیٰ اور نائب صدران خدام الاحمدیہ کے ساتھ کھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ جس میں مہمانان نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اس بار بھی ہمیشہ کی طرح انہوں نے خدام کی محبت اور بھائی چارے کو محسوس کیا اور یہ کہ اس اعلیٰ روایت کو ہمیشہ قائم رہنا چاہئے۔ صدر خدام لاحمدیہ امریکہ نے خلافت انٹرنیشنل سپورٹس ٹورنامنٹ کو امریکہ میں خلافت جوبلی کے سال کی خوشیوں کی ابتدا قرار دیتے ہوئے کہا: ’’پانچ ممالک سے 40 ٹیموں کا ایک موقع پر جمع ہونا جس میں اطفال بھی شامل ہوں، کسی جشن سے کم تو نہیں‘‘۔

خدا تعالیٰ کے بے انتہا فضل اور رحمت سے یہ ٹورنامنٹ اپنی انمول یادوں کے ناقابلِ فراموش باب دلوں پر رقم کرتے ہوئے 17 فروری 2008ء کو اختتام پذیر ہوا۔ تین باسکٹ بال کورٹس، دو ساکر فیلڈز اور دو دن پر محیط یہ ٹورنامنٹ آغاز سے انجام تک ہر ہر لمحہ خلافت سے محبت، نظام کی اطاعت اور بھائی چارے کے فروغ کا آئینہ دار بنا رہا۔ (الحمدللہ ثم الحمدللہ)۔

❁❁❁❁❁❁